بحث تناسخ

١٦٦٩

۲۵۲۴

خرید کردہ وقف منصبیہ شہر میرٹھ بعہد تولیت عالیجناب فیضمآب نواب [illegible]

نجیب خان بہادر مولوی سید محمد حسین صاحب شوق زیدی

متولی وقف منصبیہ میرٹھ سلمہ اللہ و دام جلالہ محمد علی [illegible] حسین [illegible]

۲۳ / ۳ / ۱۹۵۰ع

۲۳ / ۱۳۶۹

ولا یحیطون بشیء من علمه الا بما شاء ۱۶

الحمد لله والمنة که

بحث تناسخ

جو مابین

مولوی ثناء اللہ صاحب مدرس اول مدرسہ تائید الاسلام امرتسر

و ڈاکٹر سنگت رام صاحب و ماسٹر آتما رام صاحب منتری پرتی ندہی سبھا پنجاب آریہ

امرتسر میں ہوئی تھی مع مختصر جواب ثبوت تناسخ مصنفہ

پنڈت لیکھرام آریہ

حسب فرمائش منشی حبیب اللہ صاحب سوداگر شال امرتسر کٹڑہ اہلو والیان

ڈائمنڈ جوبلی پریس امرتسر میں بماہ اکتوبر سنہ ۹۹ء

مطابق جمادی الاول سنہ ۱۷ ۱۳ھ

طبع ہوئی

محصول ڈاک مہتمم مدرسہ تائید الاسلام امرتسر

قیمت فی جلد ۴؍

[illegible]

تعداد جلد ۵۰۰

دفعہ دوئم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دیباچہ

اسمین کچھ شک نہین کہ باپ دادا کے طریق کو باوجود غلط ہونیکے بھی چھوڑنا ایک نہایت ہی مشکل اور کٹھن امر ہے لیکن دنیا مین جیسے داناؤن کی مجارٹی (جماعت) کم ہے اسیطرح حق کے طالبون کی مجارٹی گو کم ہے مگر ہے۔ سچ پوچھو تو وہی لوگ قابل عزت ہین جو سچ کے قبول کرنے مین کوئی قومی اور مذہبی روک نہ جانین یہی لوگ لایق تعظیم و تکریم ہین خواہ کسی فرقہ کے ممبر اور کسی ملک کے باشندے ہون انہی کیلئے ہمنے یہہ بحث تناسخ شایع کی ہے۔ اور انہی سے امید ہے کہ وہ اس سے فائدہ اوٹھاوین گے۔

(منشی) حبیب اللہ امرتسر کٹرہ اہلووالیان

بتاريخ [illegible]

بحث تناسخ

امرتسر
۱۲ رجنوری ۱۸۹۷ء

ڈیر سر! ڈاکٹر سنگت رام! میں آپ سے ملنے کو چاہتا ہوں اگر آپ "تناسخ" وغیرہ مذہبی مسایل میں کچھ گفتگو کریں - آپ کی اجازت آنے پر میں خود آؤں گا یا مختصر تحریر بھیجوں گا *

خادم ثناءاللہ

جناب مولوی صاحب! بعد تسلیم میں ہر طرح سے جس طرح آپ چاہیں حاضر ہوں -

خادم سنگت رام ۱۲ رجنوری ۱۸۹۷ء

مہربان ڈاکٹر سنگت رام صاحب! حسب تحریر آپ کے میں تکلیف دیتا ہوں کہ تناسخ والے اس بات پر بڑا زور دیتے ہیں کہ دنیا کے مختلف حالات اور بیشمار تفاوت کا سبب اگر اعمال سابقہ نہیں تو خدا ظالم ہے میں نے جہاں تک غور کیا ہے یہی ایک دلیل ہے جو تناسخ والوں

* یہ بحث اسلئے کی تھی کہ جب ڈاکٹر صاحب امرتسر میں آگئے تو آریہ سماج میں ایک قسم کی سنسنی پھیل گئی تھی بعض لوگ کہتے تھے کہ ڈاکٹر صاحب پنڈت دیانند جی کی بھی وید کا مطلب غلط بتاتے ہیں بلکہ اپنا ہی سپر مادہ ہے -
(محشی)

کو تناسخ کے ماننے پر مجبور کرتی ہے مگر مین سوچتا ہون تو یہہ کارروائی سب بالا بالا
ہے بات کی تہ تک پہنچنا اسکا نام نہین کہ سرسری نظر سے رائے لگائی جاوے اسمین
شک نہین کہ دُنیا کے سب اجسام مرکب ہین اور مرکب کی ترکیب ایک فعل اختیاری
ہے اور یہہ امر بھی مسلم ہے کہ فعل اختیاری فاعل کی ذات کے مرتبہ سے موخر ہوتا ہے پس یہ
مرکبات (خواہ کتنی ہی مدت دراز اربہا کھرب سالون بلکہ صدیون سے ہون) ضرور ہی
حادث (نوین) ہونگے۔ پس ضرور ہے کہ انکی ابتدا کسی خاص وقت سے ہوئی ہو۔ جو
ترکیب کنندہ نے انکے لئے مناسب سمجھی ہو اس حالت مین سب مخلوق یکسان حال
تھی یا مختلف اگر یکسان تھی تو دُنیا کے کاروبار کیسے چلے اور اگر مختلف تھی تو کیوں ؟
واضح رہے کہ سوکھشم شریر (جسم لطیف) بھی ترکیب سے خالی نہین + ثناء اللہ

تشریح سوال اول

آریہ کہتے ہین کہ دُنیا مین جو مخلوق مختلف درجون کی معلوم ہوتی ہے کوئی امیر ہے
کوئی غریب کوئی سوانکھا ہے کوئی اندھا۔ کوئی صحیح سالم کوئی کوڑھی۔ کوئی انسان کوئی
حیوان۔ کوئی سوار کوئی سواری۔ غرض اس قسم کے بیشمار تفاوت مراتب یہ کیون ہوئے
کیا خدا نے یونہی ایک شخص کو بلا وجہ امیر کر دیا۔ اور دوسرے کو ناحق غریب بنایا۔
نہیں بلکہ یہہ سب کچھ پہلے کامون کا بدلہ ہے یعنی جو لوگ اس سے پہلی جونون مین
اچھے کام کر آئے ہین وہ آدمی اور آدمی سے بھی امیر اور معزز بنتے ہین اور جو لوگ
بُرے کام کرتے ہین وہ اپنے بُرے کام کی سزا مین پہلے رہتے ہین اور اُسی درجہ
کی تکلیف مین رہتے ہین کوئی ہندو آریہ اپنے بد اعمال کی وجہ سے کتا۔ کوئی سوٴر

وغیرہ ہی بنجاتے ہین - اگر یہ نہو تو کہتے ہین کہ خدا ظالم ٹہرتا ہی کہ اوس نے بلا وجہ ان کو تکلیف میں کیون رکھا - یہ دلیل آریون کی اِس مسئلہ مین مشہور رہے کہ بچہ بچہ بھی اِسے جانتا ہے ✦

اسپر مولوی ثناء اللہ صاحب سوال کرتے ہین کہ اگر یہی بات ہے تو خدا نے جب ابتدا مین ان کو پیدا کیا تہا تو اس وقت کیسے پیدا کئے تہے کیا سب کو ایک سا بنایا تھا کہ دس دس ہزار کی جایداد و دیگر دوکانین کہلوا دی تھین اور سب دوکاندار ہی تھے اور کوئی نوکر چاکر خادم اون کا نہ تہا اور سب گھوڑے سوار تھے پر گھوڑے نہ تھے - اگر ایسا ہی حال تھا تو کون دانا کہے گا کہ اوس وقت دنیا کا کام چلا ہوگا ہرگز نہین - اور اگر مختلف تہے تو کیون تہے اوس سے پہلے تو کوی کام نیک و بد بندون کے نہ تہے کیونکہ دنیا ہی تب سے چلی تھی - اور اگر کہو کہ ہم دنیا کی ابتدا ہی نہین مانتے بلکہ روح اور مادہ کو قدیم (اناادی) جانتے ہین تو پس جس وقت اور حالت پر سوال کروگے ہم اوس سے پہلے اعمال کا اثر مانے گے اور کہین گے کہ جو کچھ اِس وقت اختلاف تہا پہلے اعمال نیک و بد سے تھا تو اسکا جواب مولوی صاحب نے یون دیا ہے کہ گو تم مادہ کے اجزاء کو قدیم ہی مانتے ہو اور روح کو ہمیشہ سے سمجھتے ہو لیکن اونکا جوڑ توڑ کسی وقت سے ہی ہوا ہوگا - اسلئے کہ ترکیب دنیا تو خدا نے اپنے اختیار سے کیا ہوگا جیسے ہم کپڑے کے تانے بانے کو اختیار سے جوڑ کر کپڑا بناتے ہین اسی طرح (بقول تمہارے) خدا نے بھی کسیوقت مین مادہ کے اجزا کو جمع کر کے روح کے ساتھ ملا دیا تو پس جیسا کپڑا جسکو ہمنے ترکیب دیکر بنایا ہے ایک خاص زمانہ سے پیدا ہوا ہی اسیطرح جہان کے اجسام جو مادہ کے اجزا سے مرکب ہین ضرور کسیوقت خاص مین مرکب ہوئے ہین جس سے

پہلے یہہ نہ تھے پس جب اوس سے پہلے نہ تھے تو اوس وقت مین جبکہ خدا نے انکو پیدا کیا تو مختلف کیون کیا۔ اگر کہین کہ گو ہر ایک فرد اور جسم مرکب حادث (نوین) ہے لیکن سلسلہ انکا قدیم ہے تو اِس کا جواب بھی مولوی صاحب کی تقریر مین آگیا ہے کیونکہ مولوی صاحب نے افراد جسم پر تو بحث ہی نہین کی بلکہ نفس ترکیب کی ماہیت کو فعل اختیاری خداوندی بتلایا ہے جسمین ذرا بھر شک نہین پس جب ترکیب فعل اختیاری ہے (اور ضرور ہے) تو اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ جس مرکب پر اس فعل کا اثر ہوگا بہی حادث ہوگا اور فعل اختیاری فاعل کی ذات کے مرتبہ کے برابر نہین ہو سکتا۔ مثلاً جولاہے کے بنے ہوئے کپڑے کی عمر جولاہے کے برابر نہین ہو سکتی ضرور اس سے کم ہوگی پس اسی طرح خدا کے اختیاری فعل خدا کی طرح قدیم نہین ہو سکتے ضرور کسی وقت خاص سے انکی ابتدا ہوگی

لہ اگر کہے کہ جولاہا تو اپنے ہنر سیکھنے مین کچھ مدت خرچ کرتا ہے اسلئے اسکا بنا ہوا کپڑا اسکی عمر کا نہین ہو سکتا لیکن خدا تو کسی سے سیکھنے کا محتاج نہین تو اسکا جواب بہی مولوی صاحب کی تقریر سے پایا جاتا ہے کیونکہ مولوی صاحب نے اس فعل ترکیب پر سوال کیا ہے ترکیب دینے والا کوئی بہی کیون نہو اسکی ترکیب ضرور ہی حادث ہوگی اسلئے کہ ترکیب اپنے ملنے کی حالت مین اپنے سے علحدگی اجزا سے خبر دیتی ہے جو اس سے پہلی تھی تو پس ہر مرکب کے لئے خواہ وہ خدا کا ترکیب دیا ہوا مخلوق کا ضرور ایک وقت خاص سے ابتدا ہونی چاہئے جس سے پہلے اوسکے اجزا متفرق ہون ورنہ اگر خدا کے ترکیب دئے کو ہمیشہ سے مانین تو وہ کونسا زمانہ ہوگا کہ اوسکے اجزا کی علحدگی واقع مین سمجہین جسکی یہہ حالت ترکیب مین خبر دیتی ہے ؞

کیون جی آریو! اسلام کو عقل کا دشمن کہنے والو! ابہین غور نہین کرتے ہو سوچو تو کون عقل کے پیچھے لٹھ لئے پہرتا ہے۔ منہ

اور یہہ آریون کو بھی ماننا پڑیگا۔

واقعی اگر غور کیا جائے تو یہہ تقریر ایسی بے مثل ہے کہ آب زر سے لکھنے کے قابل تمام تناسخ کی جڑ کاٹ دینے والی اور تمام اعتراضون کا ستیاناس کر دینے والی ہے اگر آریہ لوگ تعصب چھوڑ کر اسمین غور کرین تو جس قدر مسلمان مولوی صاحب کی اس تقریر کی وجہ سے شکر گذار ہین اوس سے کئی درجہ بڑھکر مشکور ہون۔ اب اسکا جواب جو ڈاکٹر سنگت رام صاحب نے دیا ہے بخوبی کان لگا کر سنئے کہ کہان جاتا ہے ✦

(منشی)

اوم

آریہ نمبر ۱ — امرتسر ۱۴ جنوری ۱۸۹۷ء

جناب مولوی صاحب!

ثبوت تناسخ مین بہت دلایل ہین :-

(۱) انسانون مین سے تفریق رنج و راحت کی ہی ہے اگر اس تفریق کو مسئلہ تناسخ سے نہ حل کیا جاوے تو انسانون کے مختلف حالات قدرتی اور فطرتی ایک عقدہ لاینحل مین پڑے رہتے ہین مین ذات باری کی بابت کبھی ایسے الفاظ نہین لکھ سکتا جیسے کہ آپکے پرچہ مین مرقوم ہین ؛

(۲) قطع نظر اسبات کے کہ نقلی کتابون مین بارہا ایک قسم کے تناسخ نہین بلکہ تین چار قسم کے تناسخ کے بابت ذکر ہے مین صرف اصول سائنس سے اس مضمون پر بحث کرونگا ✦

(۳) ہمارے نزدیک تناسخ کے معنی بار بار پیدا ہونا اور مرنا ہے جسکی شہادت آپکی کتاب شریف مین بھی ہے کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ

(۹) اس آیت کو ڈاکٹر صاحب نے شاید اسلئے پڑھا ہے کہ لوگ مجھے قرآن خوان جانین ورنہ مولوی صاحب کی سوال سے تو اسے

(۴) میں بیفائدہ طول طویل عبارت کو پسند نہیں کرتا اور نہ ہی تکرار کو

(۵) میں مادہ کو ناشں ہونا یعنی نیست ہونا نہین مانتا ۔ کیونکہ سائینس کا پہلا اصول ہے کہ کسی چیز کا ناش نہین ہوتا صرف انتقال ہوتا ہو جیسے

(ا) برف ۔ پانی ۔ بھاپ ۔ کوہر ۔ اولہ ۔ ژالہ ۔ شبنم وغیرہ پانی ایک چیز ہی صرف تبدیل اشکال ہوتا ہے ۔

(ب) طاقت ۔ بجلی ۔ حرکت ۔ حرارت ۔ نور ۔ مقناطیس اور کرنٹ یہ سب ایک ہی چیز کے مختلف اشکال ہین جسکو کہ عربی مین طاقت ۔ سنسکرت مین اگنی انگریزی سائینس مین انرجی کہتے ہین ۔

(ج) جسم کی مالک یعنی طبیعت ایک چیز ہے اور حکیم بقراط اپنے رسالہ قبریہ مین فرماتے ہین کہ یہہ کسیوقت مدبر اور دوسرے وقت مین مصلح اور پھر میمر اور پھر گورنر اور پھر ڈاکٹر کی طرح کام کرتی ہے (ا) (ب) (ج) مثالین لاکھون مثالون مین سے ہین جو کہ قدرت مین مل سکتی ہین +

میں اسبات کو بار بار بالتکرار تحریر کرنا پسند نہین کرتا کہ کسی چیز کا ناش نہین ہوتا موجودہ زمانہ کے علوم طبیعات کے جاننے والے ہر روز یہی سبق دیتے ہین کہ کسی چیز کا ناش نہین ہوتا صرف انتقال اشکال ہوتا ہے اور ہر شکل ایک کل ہی جسمین سے فعل نکلتا ہے جیسی کل ہو ویسا فعل ہوتا ہے مثلاً انجن کے کارخانہ مین سٹیم ایک جگہ پر لکڑی کاٹتی ہے دوسری جگہ پر کپڑا بنتی ہے تیسری جگہ پر دوران کرتی چوتھی جگہ پر حرکت خط مستقیم مین کرتی ہو اور پانچوین جگہ پر حرکت الٹے تقاعی مین کام کرتی ہو وغیرہ وغیرہ
سائینس کا اصول یہی ہو کہ موجودہ مرکب چیزین مفرد بن سکتی ہین اور بنانیوالی طاقت

کیا نام فاعل ہے لیکن فی الحقیقت اور فی نفس الامر نیست نہین ہوتی - گندھک کا اگر کسی
فعل کے ذریعہ سے سیال ہو سکتا ہے اور پھر گیس ہو سکتا ہے - اور پھر کسی دھات سے مرکب ہو کر
اور شکل مین ظاہر ہو سکتا ہے لیکن کیمیا گر پھر اوسی گندھک کو ظاہر کر سکتے ہین -

فی الجملہ کسی چیز کا ناش نہین ہوتا صرف تبدیل اشکال یعنی تناسخ ہوتا ہے -
پانی تناسخ کر رہا ہے طاقت تناسخ کر رہی ہے قدرت کی ہر ایک شئے اپنی شکلون کو
منسوخ کر رہی ہے - آنکھ کھول کر کٹر ملر بکیٹ اور پیوپا کو دیکھو کہ دیکھتے دیکھتے انڈون
سے کیڑے اور کیڑون کی کھٹیین ہو جاتی ہین - مینڈک پہلی حالت مین مچھلی کی
شکل مین ہوتا ہے دوسری شکل مین ٹاڈپول بنتا ہے اور تیسری شکل مین مینڈک بنتا ہے
غرض کہ قدرت مین صرف ایک قانون عمل کر رہا ہے جس کا نام تناسخ ہے - اگر
کوئی چیز ہست ہے وہ انتظام تناسخ مین ہے - اسیطرح اگر روح کوئی چیز ہے تو یہ بھی
مختلف شکلون مین بذریعہ تناسخ دورہ کرتی ہے ۔

کسی چیز کا ناش نہین ہوتا - صرف انتظام تناسخ مین دوران ہو رہا ہے -
اس اصول کے فیصلہ ہونیکے بعد مین ابتدائے دنیا اور خلقت سوکھشم شریر پر بحث
کرون گا - کیونکہ ان کا سمجھنا اصول تناسخ پر مبنی ہے مادہ کے اشکال مجسمہ بھی
بذریعہ تناسخ سمجھے جا سکتے ہین ٭

(الف) ٹھوس یعنی پرتھوی (ب) سیال یعنے جل
(ج) تپے ہوئے یعنے سورج وغیرہ (د) گیس یعنے ہوا
(ہ) ایتھر یعنے اکاش (و) وِک یعنی سپیس

٭ ناظرین! ابھی ڈاکٹر صاحب نے تکرار سے نہین لکھا آپ گھبرائیے نہیں - (منشی)

(ز) کال یعنی ٹائم

(ح) لا یعنی قوانین جو قدرت مین کام کر رہے ہین۔

(ط) روح یعنی قوانین کو سمجھنے والی طاقت

(ی) لاہا یعنی وہ چیز جسین سے سب قانون نکلتے ہین

جگت رام امرت

تنبیہ ناظرین! غور فرمادین کہان مولوی صاحب کا سوال اور کہان یہ جواب کہان رام رام کہان ٹین ٹین کی مثل اسے ہی کہین کیون نہ ہو مغل دیکھکر فارسی بھولتی ہی تو ہے؟ مولوی صاحب کے سوال کی تشریح تو آپ لوگون کے گوش گذار ہو ہی چکی ہے ڈاکٹر صاحب کا جواب کچھہ تشریح طلب ہی نہین اُسے آپ لوگ خود ہی سمجھہ سکتے ہین کہ کہانتک دریاے ستلج کیطرح لمبا چورا چلا جارہا ہے۔نہین ہین بھولا کہ ستلج تو کسی فائدہ کو اتنا وسیع ہورہا ہوگا لیکن ڈاکٹر صاحب کا جواب اس امر مین دریا ستلج سے بھی فوقیت لیگیا ہے ساری جواب کا خُلاصہ یہ ہے کہ مادہ معدوم نہین ہوتا۔بھلا اس بات کو سوال سے کیا علاقہ اگر یہہ منظور ہو کہ مادہ کا مسئلہ چھڑ جائے تو ایک تو یہہ بھی اصول مناظرہ سے مخالف کہ سوال کا جواب نہ دینا اور دوسری طرف چل دینا۔ دوئم مولوی صاحب کا تو فعل ترکیب پر سوال تھا جو مادہ کے ثبوت سے مرتفع نہین ہوسکتا بھلا مان لین کہ مادہ کے اجزا (جیساکہ تمہارا مذہب ہے) ہمیشہ سے ہین اور ہمیشہ ہی رہین گے لیکن جب جسم بنیگا تو ترکیب ہی سے بنیگا تو اس وقت بھی ترکیب پر وہی سوال آئیگا جواب آیا۔پس معلوم ہوا کہ مادے کا سوال اس وجہ سے ہی ڈاکٹر صاحب کو مفید نہین پھر کیا تو کیون؟ اسلئے کہ دفع الوقتی ہو۔ناظرین اسکی کوئی وجہ ہمین بتلادین تو ہم مشکور ہون گے۔خیر بہر حال

اب مولوی صاحب کا جواب بھی سنیئے ۔ (منشی)

نمبر۲-م

ڈاکٹر صاحب!

مین آپکے مضمون کو تسلیم کرتا ہون مگر آپ نے میرے سوال کیطرف توجہ نہین کی۔ میرے سوال کا خلاصہ مرکب کا حدوث ہی آپ نظر عمیق اسمین کرین اگر وہ قابل جواب ہو تو جواب عنایت کرین اور اگر یہی مضمون مرسلہ آپ کا اسکا جواب ہے تو اس سے اطلاع دین اور وہ الفاظ ناجائز جو جناب باری عز شانہ کی نسبت مین استعمال کیئے ہین کیا ہین اطلاع بخشین - ثناء اللہ

(گذارش) یہ تقریر مولوی صاحب کی نہایت اصول مناظرہ پر مبنی ہے جو امر مقصود نہ ہو اُسے اسی طرح مختصر الفاظ میں ٹال دینا نہ صرف مناسب بلکہ واجبات سے ہے چنانچہ اسی کی شرح مولوی صاحب کے پرچہ نمبر۳ مین آتی ہے - (منشی)

(نمبر۲ آریہ)

جناب مولوی صاحب!

(۱) اگر آپ میرے اصول کو کہ مادہ کا ناش نہین ہوتا صرف سوا دپانتر (یعنی تغیر اشکال) ہوتا ہے (مانتے ہین) تو کل مضمون طے ہوگیا

(۲) مرکب اشیاء ضرور حادث ہین کیونکہ ترکیب پذیر اشیاء کا قبل اجزاء ہین اور اجزا کا قبل اجزاء لایتجزا یعنی پرماد ہین اور یہہ اجزاء لایتجزا ہمیشہ قدیم ہین -

ہستی اجزاء لایتجزا اکی بالتقدیم ہے اور ہستی اشیاء مرکبہ کی بالتحدید ہے -

الفاظ ظالم وغیرہ ذات باری عز شانہ کی نسبت مین پسند نہین کرتا -

دلیل مفصلہ ذیل ہے :-

(۱) اگر کسی چیز کا ناش نہین ہونا تو روح جو ایک چیز ہے اوسکا بھی ناش نہین ہوتا۔

(۲) صرف سوادپانتر یعنی تبدیل اشکال ہوتی ہے اسلئے روح کی بھی تبدیل اشکال ہوتی ہین

(۳) مشاہدہ اور تجربہ سے ثبوت ہو کہ روح کا تعلق صرف جسم سے ہو

(۴) نیز روح قدیم ہے اور باقی ہے حادث اور فانی نہین

(۵) قدیم کے معنی یہ ہین کہ شے قدیم اب ہی - پہلے تہی - اور آیندہ ہوگی - اس واسطے روح اب ہے - پہلے تھی اور آیندہ ہوگی -

(۶) لیکن روح کا تعلق جسم سے پہلے مینے ذکر کیا - اسلئے روح اسی پہلے جسم مین تھی اب جسم مین ہے اور آیندہ جسم مین ہوگی -

(۷) اور روح کے بار بار جسم مین ہونے کو تناسخ کہتے ہین -

یہ تناسخ تین طرح کا ہے مفصلہ ذیل طور پر

تناسخ
۱- تناسخ جیسا ہندو[1] مانتے ہین -
۲ تناسخ جیسا مسلمان کہتے ہین کہ روز قیامت ہوگا -
۳- تناسخ جیسا کہ آدمی کو جمادات وغیرہ مین تبدیل کردیا -

ڈاکٹر جگت رام

(تنبیہ) ناظرین براہ مہربانی آپ ہی ہمین بتلادین کہ ڈاکٹر صاحب کے جواب کا کیا مطلب ہے ہم تو اپنے فہم مین یہ سمجھے ہین ؎

بنے کیونکر کہ ہے سب کار اولٹا   ہم اولٹے بات اولٹی یار اولٹا ؎

اگر ہم اس سمجھ مین غلطی پر ہون تو ڈاکٹر صاحب یا اون کے دوست ہمین اطلاع دین

[1] اس لفظ مین ڈاکٹر صاحب نے آریونکو ایسا لقب بخشا ہی جس پر وہ ہمیشہ سے سخت برا مانتے تہے یعنی ہندو امید ہے اس کے بعد آریہ ہندو کہلانے پر راضی ہونگے۔

پہلا فقرہ جواب کا پڑھ کر تو کسی قدر تسلی ہوتی ہے کہ ڈاکٹر صاحب جواب کیطرف آئے ہین
مگر پھر ہمون آش ہمون کاسش کا معاملہ نظر آتا ہے آپ بغور اسے دیکھین اور مولوی صاحب
کے جواب کو بھی انصاف سے سُنین ✣ (منشی)

نمبر ۱۳ م

ڈیر ڈاکٹر بنگٹ رام صاحب

الحمد للہ میرا آپ کا بہت تھوڑا اختلاف رہا جو آپ کی تہوڑی سی توجہ سے اٹھ جانے کی
امید دلاتا ہے آپ اجسام مرکبہ کو حادث مانتے ہین پس اونکی ابتدا یعنی انکی ترکیب کے لئے اول
زمانہ ضرور مانین گے جسپر میرا وہی سوال عاید ہوگا کہ اس وقت مختلف تھے تو کیون ؟ یقین
ہے کہ اب کے پرچہ مین آپ اس سوال کو بڑی وضاحت سے صاف کر دینگے۔ مادہ کی نسبتی
باہمی چونکہ میرے سوال سے متعلق نہ تھی اسلئے مین نے اوس پر بحث کو فضول جان کر مونہہ
پھیر لیا، ہجل شانہ کی نسبت ظالم وغیرہ الفاظ کو مین کفر جانتا ہون وہ آریون کے لیڈرون
کے الفاظ منقولہ ہین (دیکھو تکذیب)

واضح رہے کہ متنازعہ فیہ وہی تنا سخ ہے جو ہندو مانتے ہین۔ ثناء اللہ

(**گذارش**) اس جواب مین پھر مولوی صاحب نے اپنے اصل سوال کا جواب طلب کیا ہے
جس کے لئے ڈاکٹر صاحب کیطرف سے (جوابِ صاف مے زیبد لبِ لعل شکر خارا)
کی مثل صادق ہے ناظرین تو جواب سُنئے (منشی)

نمبر ۳۔ آریہ

جناب مولوی صاحب!

(۱) آپ مجھے اس بات سے اطلاع دین کہ آیا لا چون وچرا اس اصول کو مانتے ہین یا نہین کہ

مادہ کا ناش نہین ہوتا صرف سوار یانتر یعنی تبدیل اشکال ہوتا ہے -

(۲) یہ اصول سب علوم اور فنون کی جڑ ہے -

(۳) بحث کا دارو مدار اسپر ہے -

(۴) آپ نے اپنی چٹھی نمبر ۲ مین تسلیم کیا تہا کہ مین اِس اصول کو تسلیم کرتا ہون لیکن اب آپ پھر اِس سے انکار کرتے ہین صاف لفظون مین تحریر فرماوین کہ آپ اِس اصول کو مانتے ہین یا نہین -

(۵) یہ مرکب چیزین اس سرشٹی کے شروع مین جسکو قریباً دو ارب برس گذرے ہین اجزا لاتتجزیٰ کی شکل مین تہے -

(۶) مین لفظی بحث کو پسند نہین کرتا ہون صرف لفظون کی منشا پر بحث ہے

ڈاکٹر سنگ رام

(تنبیہ) ناظرین ! کیا مین ہی ایسا کند ذہن اور غبی ہون کہ ڈاکٹر صاحب کا جواب میری سمجھہ مین نہین آتا - یا آپ لوگون مین سے بہی کوئی میرا ساتھی ہے جو اسپر میری شہادت دیوے - نہین معلوم ڈاکٹر صاحب کیا سمجہکر کہہ رہے ہین اِس امر پر زور دئے جاتے ہین کہ مادے کا ناش نہ ہونا علمی اصول ہے اسپر خیال نہین کرتے کہ اس علمی اصول کو یہان کتنا کچھہ تعلق ہے اگر صرف علمی اصول سمجہ کر تبرکاً اس کا ذکر فرض ہے تو ایک ایک دو اور ۵ + ۵ = ۱۰ بھی تو علمی اصول ہے اسے کیون نہ ذکر کر دیا آخر علمی اصول کو کچھہ مقام سے تعلق بہی چاہئے یا یون ہی ؎

ما ہرچہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم

الا حدیث یار کہ تکرار می کنیم

منشی

نمبر۳م
ڈاکٹر صاحب !

مینے آج تک کسی امر مسلم سے انکار نہین کیا - ہان نمبر ۳ مین نمبر ۲ کی تسلیم کی شرح کردی گئی ہے اگر آپ اس اصول (عدم فنار مادہ) پر اس مسئلہ تناسخ کو موقوف جانتے ہین تو مین اسے مان لیتا ہون بلکہ محض آپکی خاطر تاکہ آپ کو دوبارہ سوال کی شاید نوبت نہ پہنچے روح مادہ کو بھی قدیم فرض کرلیتا ہون پس اب آپ کو کوئی امر استفسار طلب نہین رہا جسکی جواب پر آپ کا جواب موقوف ہو اسلئے براہ مہربانی ضرور سوال مذکور کیطرف توجہ لاوین مین آپکی خاطر سوال کی مکرر تقریر کرتا ہون چونکہ ترکیب فعل اختیاری ہے اسلئے اسکی ابتدا ضرور ہے پس اسوقت مین اجسام مختلف خدانے کیوں بنائے +

ثناءاللہ

نمبر ۱۲- آریہ)

جناب مولوی صاحب !

(۱) آپ میری خاطر اس اصول کو نہ مانین کہ نیستی سے ہستی نہین ہوتی -

(۲) اگر آپ علمی طور سے اس اصول پر ایمان رکھتے ہو اور اسکے برخلاف کوئی آپکے دل مین شک و شبہ نہین تو مین اسکے جواب آنے پر ایک لفظ مین فیصلہ کر دونگا اور آپ کی کتاب شریف سے +

ڈاکٹر دنگت رام

نمبر ۴ م

ڈاکٹر صاحب ! مین علمی اصول سے اجزا لا تتجزی کا ثبوت نہین مانتا صرف آپکی خاطر ہے جسکی لئے بعد ختم ہونے اس گفتگو کے (اگر آپ چاہیں گے) تو مین طیار ہون اگر تناسخ کے ثبوت کی بنا اس مسئلہ پر ہے تو مین بالفعل اسی فرض کرتا ہون جواب جلد عنایت ہو مضمون مینے کاتب کو دیدیا ہے مناسب ہے کہ ایک جگہ

بیٹھ کر اسکو ایک حدتک پہنچاوین اور اس تکلیف سی نجات پاوین جو آپکی طرف سے تاخیر مین ہوتی ہے آپ براہ مہربانی جو جواب اس حالت مین دینگے وہ اب ہی عنایت فرماوین - ثناء اللہ

گذارش ناظرین ! اس پرچہ مین جو مولوی صاحب نے ڈاکٹر صاحب کو میدان وسیع بخشا ہے مولوی صاحب کے حوصلہ کی خبر دیتا ہے مگر افسوس کہ ڈاکٹر صاحب نے اس نعمت کا شکریہ نہ ادا کیا بجائے جواب دینے کے بالکل خاموشی ہی کر گئے پھر پھر مولوی صاحب نے لکھا کہ ایک جگہ سماج مین بیٹھکر اس بحث کو طے کرین تو اس کا جواب آیا کہ مجھے فرصت نہیں اور وہی عذر سابق پیش کیا کہ آپ مادہ کی متعلق بحث کرین جسپر مایوس ہو کر بحث کو ختم کیا گیا - مولوی صاحب مادہ کے بحث پر بہی تیار تھے مگر مولوی صاحب کی یہ کمال دور اندیشی تھی کہ اگر مادہ کی بحث چھڑ گئی تو دور تک نوبت پہنچے گی اور ایک غیر مقصود امر مین سارا وقت لگجائیگا لیکن افسوس کہ ڈاکٹر صاحب دیدہ دانستہ پہلو تہی کرتے رہے - (منشی)

بحث تناسخ ع

مابین مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری و ماسٹر آتمارام جی مشنری

مولوی صاحب (سوال نمبر ۱) قالب انسانی روحون کیلئے اصل ہے یا کسی نیک کام کے عوض مین یا گناہون کی سزا بھگتنے کو ملتا ہے

آریہ (جواب نمبر ۱) قالب انسانی روحون کو سزا جزا * بھگتنے کیلئے ملتا ہے جب نیک افعال

حاشیہ * یہ جواب ماسٹر جی کا پشاوری مکذب کے خلاف ہی کیونکہ وہ اپنے رسالہ ثبوت تناسخ کے صفحہ ۱۹۷

مصنف مکذب براہین احمدیہ

ع یہ بحث آریہ گزٹ کے اخبار جالندھر مین چھپی تھی مگر افسوس کہ اونہون نے اوسکو پورا نہ کیا - منہ

زیادہ ہون توبیہ قالب مناسب ہے۔

مولوی (س نمبر۴) ابتدا مین خدا نے دنیا مین مختلف اجسام پیدا کئے تہے یا ایک ہی اگر ایک تھا تو کون تھا؟

آریہ (ج نمبر۲) ابتدا سے مراد آپ کی کیا ہے ؟

یں انسانی حالت کی نسبت یون رقم طراز ہین :-

مسئلہ اواگون کے روسے دو قسم کے جسم مانے گئے ہین ایک کرم جونی دوسرے بھوگ جونی۔ کرم جونی مین کام کئے جاتے ہین بھوگ جونی مین کرمون کی سزا بھگتنی پڑتی ہے جس جسم مین سمجھنے کی طاقت اور نیک بد کرنیکی تمیز دیگئی ہے وہ کرم جونی اور جس جسم مین نہین دیگئی وہ بھوگ جونی ہے اس لحاظ سے انسان کرم مین اور باقی بھوگ جونی ہین چونکہ حیوان بھوگ جونی ہین وہ نیک یا بد کام نہین کرسکتے جسطرح جیلخانہ کے قیدی کو سزا کی میعاد گذرنیکے بعد جیل سے رہائی ہوتی ہے نہ کہ کسی اچھے کرم سے اسیطرح سزا کی میعاد گذرنیکے بعد حیوانی قالب سے رہائی ہونی چاہئے اور وہ پہر جس درجہ جسمانی سے تنزل ہوا تہا اسی درجہ مین انتقال کیا جاتا ہے حیوانی قالب کے ثواب اعمال نہین ہے

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قالب انسانی روحون کے لئے اصل ہے اور ماسٹر جی کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل نہین عملون کے موافق ہے اگر آریون کی مختلف دو پارٹیون کے رکن آپس مین ایسی مخالف بات کہتے تو تعجب نہ تھا باوجودیکہ یہہ دونو (ماسٹر جی اور پشاوری مکذب) گہاس* پارٹی کے ہی رکن ہین پہر بھی آپسمین مخالفت تو یہہ مخالفت بیشک تعجب خیز ہے خیر اس مخالفت کو تو وہ آپسمین نمٹ لینگے ہماری نسبت سے تو دونو برابر ہین۔ ہمین پشاوری مکذب کی عبارت مین کئی طرح سے نظر ہے۔

---

* آریون کی مشہور دو پارٹیان (فریق) ہین ایک گہاس پارٹی یعنے گوشت کو برا جاننے والی جماعت دوسری ماس پارٹی یعنی گوشت خوری کو جائز بتلانے والا فرقہ آپسمین ایک دوسرے پر کسقدر تہذیب ہی جہاڑا کرتے ہین۔ چنانچہ اون کے اخبارات کے دیکھنے والون سے مخفی نہ ہوگا۔ ان دونون مین سے ایک تیسری پارٹی شدہ سماج کے نام سے تہوڑے دن ہوئے لاہور مین قایم ہوی وہ ان دونو کو لتاڑا کرتی ہے چنانچہ اوس کا پہلا ہی

مولوی - ابتداء سے مراد وہ زمانہ ہے جب سے پہلے اقسام مخلوقہ نہین تھے

آریہ ہم ایسا ابتدا کوئی نہین مانتے کیونکہ ہم مانتے ہین کہ روح - خدا اور مادہ تینون ہمیشہ سے قایم ہین جسطرح لفظ ہمیشہ کے معنی سمجھنے کیلئے ہم کبھی ابتدا کا لفظ استعمال نہین کر سکتے اسی طرح یہان بہی ابتدا کا لفظ عاید نہین ہو سکتا - البتہ موجودہ سرشٹی

(۱) یہ کہ اگر قالب انسانی روحون کیلئے اصل ہے تو دنیا کی اول پیدایش کے وقت کچھ ت تک صرف انسان ہی رہتے ہونگے بعد مین جیسے جیسے گناہ کرتے گئے اوسی کی موافق حیوانی قالب اُن کو ملا تو گویا مدت دراز تک دنیا کے وہ کام جو حیوانون سے اس وقت لئے جاتے ہین مثلاً ہل جوتنا - پانی نکالنا - دودہ دوہنا - چمڑون کی جوتیان بنانا وغیرہ وغیرہ بے انتہا یہ سب کام انسان یا تو خود ہی کرتے ہونگے ایک آدمی ہل لگا کر کہینچتا ہوگا! دوسرا اگر مر جاتا ہوگا تو اسکے چمڑہ سے جوتا بنا لیتے ہونگے! اسی طرح ہر ایک شخص اپنی اپنی عورت کا دقت ضرورت دودھ بھی پی لیتا ہوگا یا شاید سب کا سب مثل ویدون کے برہما کے مُنہ سے نکلکر ان کی حاجتین پوری کرتا ہو ؟!

(۲) جب انسانی قالب بہوگ جونی (قید خانہ) نہین تو پہر وہ سوال جس سے بجان اگر آپ

اشتہار جو انکے مقابلہ پر اُس نے دیا ہے ہم بہی سناتن دہرم گزٹ سے معہ کسی قدر حواشی کے نقل کرتے ہین جسکے دیکھنے سے آریہ مکذب دوبارہ مسلمانون کی فرقہ شماری نہ کریگا جیسا کہ اوسنے تکذیب مین کی ہے اور اُسکے پس خوردہ خور کیا کرتے ہین ؞

(آریہ سماج) بعض شخص کہتے ہین کہ تیسری سماج کی کیا ضرورت تہی صاحب سن! غرض یہہ ہے کہ پہلی دونو سماجون نے آریہ سماجون کے علی نیمون (قانونون) کو عملی طور پر نکالنجی (رخصت) دیدی ہے (کیون بہی گھاس پارٹی ماس پارٹی والو اسپر کیا کہتے ہو) سماج کا تیسرا اور آٹھوان نیم (قانون) کہتا ہے کہ آریہ سماج کا فرض وید کا سکھانا اور جہالت کو دور کرکے علم کا پہیلانا ہے ایک پورانی سماج سے انکار کرنا تو در کنار بلکہ

جب ہوئی تو مختلف اقسام حیوانات کے اور انسانات کے ہوئی لیکن یہہ مختلف اقسام اپنے
پچھلے جنموں کے پن وپاپ روپی کرموں کے مطابق دئیے گئے تھے ہم کبھی روح کو یا سرشٹی
کا انتہا یا ابتداء نہیں کہہ سکتے کیونکہ جو چیز ہمیشہ سے ہوتی ہو اسکے واسطے ابتدا
اور انتہا عاید نہیں ہوسکتا۔ سندھیا کا جو منتر جسے اسمین بہی لکھا ہو کہ جیسا پورب

لوگوں نے تناسخ تراشا تہا اسی طرح بحال رہا یعنی یہ کہ انسان کی مختلف پیدائش مختلف حالات
کیا باعتبار مرض وصحت (کیا باعتبار دولت وغربت) کیوں ہو اس سوال سے بچنے کی غرض سے آپ
لوگوں نے پیر جنم (پہلے اعمال کا بدلہ) مانتا کہ جس انسان نے جو کچھ پہلی جون میں کیا دہی
اوسکو یہاں ملتا ہو اور جو کچھ یہاں کرتا ہے وہ کسی دوسری جون میں ملیگا۔ لیکن مکذب کی عبارت
مذکورہ کہہ رہی ہے کہ انسانی قالب جون بہوگ جونی نہیں جسکو دوسرے لفظوں میں یوں
کہیں کہ انسانی قالب سزا کیلئے تجویز نہیں ہوا بلکہ روحوں کی اصلی حالت ہی جب ہی تو
آپکی تمثیل قیدی والی صحیح ہوگی تو اب بتلائیے لنگڑا لنگڑا کیوں ہوا اور کوڑہی کوڑہی کیوں
ہوا اور اندہا اندہا کیوں اگر گہبرا کر کہیں کہ پچھلے اعمال کا بدلہ ہے تو غلط جبکہ انسانی جون بہوگ
جونی نہیں تو اس جون میں پہلے جرموں کی سزا کیسی - عربی مثل مشہور سچ ہے -

فرّ من المطر قام تحت المیزاب

بلکہ کہنڈن (رد) میں زمین وآسمان کے قلابے ملاتے ہیں اور اس غرض کو نخواندہ
آدمیوں پر محدود کرتے ہیں (یہ گہاس پارٹی کیطرف اشارہ ہے بولو جی کیا بات ہے)
چوتہا اصول جو سچائی کا قبول کرنا بتاتا ہے اسکا یہہ حال ہے کہ دو توسماجوں نے
دہڑے بندیاں کی ہوئی ہیں اور عقل کو بالائے طاق رکہہ کر اپنے اپنے گروگہنٹال
کے پیچہے لگ کر آتما کا خون کررہے ہیں (بیشک ہمارا ہی اسپر صاد ہے
یہی وجہ ہے کہ اسلام سے یہہ لوگ دور مہجور ہے خدا انکو ہدایت کرے) اور یہہ
کالجگی یا وجی بغیر لحاظ مت کے اختیار کرنے میں مخمور ہیں اور اپنے حق میں رائے
حاصل کرنے کے لئے اکثر غریب ممبران کا چندہ ناجایز طور پر ادا کرکے انکو رشوت ستانی

ل مینہ سے بہاگ کر پتنالے کے نیچے کہڑا ہوگیا -

مکلپیت اینادی یعنی موجودہ سرشٹی روحون کے پچھلے اعمال کے مطابق رچی گئی۔

مولوی (س نمبر ۳) گو آپ روحون اور مادہ کو قدیم اور انادی مانتے ہین لیکن انکی ترکیب کو تو حادث جانتے ہونگے اگر حادث جانتے ہین تو حادث یعنی نوین کہلئی کوئی زمانہ ایسا ہونا چاہیے جس سے وہ پہلے نہ ہو

کل گئے تھے بوسہ لینے یار کے کوچہ مین ہم + اوسلٹے وان زنجیر کھڑکے اور کہا مین گالیان

(۳) اگر انسانی قالب سے روح نکلکر اپنے برے کامون کا پھل کسی حیوانی جون مین بھگتنے کو جاتی ہے تو چاہیے تھا کہ انسانون کی نسبت سے حیوانات دن بدن ترقی پر ہون اور انسانی پیدایش بالکل تنزل پر اسلیے کہ یہ تو ظاہر ہے دنیا کی تمام آبادی مین سے اس (پاک) مسئلہ کے ماننے والے بہت ہی تھوڑی ہین جنکو ہندوستان مین ہندو کہتے ہین باقی سب کے سب کیا مسلمان اور کیا یہود کیا عیسائی کیا برہمو وغیرہ اس سے منکر ہین اسی انکار کی وجہ سے وہ بقول آپکے خدا کو سخت ظالم اندھا راجہ سمجھتے ہین اور

سکھاتے ہین اور ان سے برے کام کراتے ہین (سامجیوا منہ نہ چھپاؤ کیا سچ سچ آپکے گھر مین یہی کارروائیان ہوتی ہین شرم ۹) راے حاصل کرنے کے لئے طرح طرح کے جھوٹ گھڑتے ہین (واہ رے آریہ صاحبان سچ ہے چون بخلوت میروند آن کار دیگر مے کنند) پانچوین نیم (اصول) کے موافق دھرم سے کام ہونا چاہیے مگر بہت سے گوشت کھاتے ہین جھوٹ بولتے ہین (معاذ اللہ توبہ توبہ پناہ خدا) دوسرون سے نفرت کرتے ہین جو اخبارات سے ثابت ہو (ہان صاحب ناکودن کی مثال یہی تو ہے) ایک سماج تو گوشت کا کھانا ویدون سے ہی بتاتے ہین اور اپنی رائے کے برخلاف چلنے والے کے جانی دشمن ہین (یہ ہماری شہر کی طوبہ سماج کی طرف اشارہ ہے ابھی صبر کرو اور بھی آتا ہے) چھٹا اصول تمام دنیا پر اپکا (احسان) کرنا سکھاتا ہے لیکن معزز ممبران طرح طرح کے رسالجات اور اخبارات سے دنیا کی بربادی کر رہے ہین (بیشک سچ ہے ثبوت کیلئے دیکھو تکذیب براہین احمدیہ

آریہ (ج نمبر ۳) ترکیب سے کیا مطلب ہے؟

مولوی (س نمبر ۱۴) ترکیب سے مطلب وہ حیثیت اور تعلق ہے جسکی وجہ سے ان دونو کو مجموعہ کو ایک کہا جاتا ہے مثل انسان حیوان وغیرہ

آریہ (ج نمبر ۱۴) ہم کوئی ایسی ترکیب نہیں مانتے جسمین روح اور مادہ کے تعلق کو

نتیجہ کا نتیجہ: اور ساتھہ ہی اسکے یہ غضب کہ کوئی موسیٰ نبی کو مانتا ہے کوئی عیسےٰ کو کوئی سید الانبیا محمد (علیہم السلام) کو پس بقول آپکے اگر یہہ بڑے بڑے نیک کام بہی کیوں نہ کرین تو بہی مجرم ہین۔ کافر ہین۔ پاجی ہین۔ دشٹ ہین وغیرہ وغیرہ کیا نہین کیا ہین غرض سب بے ایمانیوں کی جڑ ہین۔ پہر اسپر طرفہ یہہ کہ ان مین بہی اکثر بلکہ قریب کل کے عام طور پر شراب خوار سماس خور زناکار۔ دروغگو۔ جوئے باز وغیرہ وغیرہ۔ رہے متند جو اس پاک مسئلہ کے ماننے والے اور انبیا سے منہ پہیرنے والے سو انکی حالت یہہ ہے کہ عام طور پر سوائے متعدد چند آریوں کے (جنکا حساب ہاتہوں کی انگلیوں پر ہو سکتا ہے) سب کے سب بت پرست زانی شرابی۔ جہوٹے دغاباز وغیرہ وغیرہ بہہ بہی گئے۔ رہی مقدس قوم آریہ سو ان مین سے بہی ایک یا دو نے گوشت کہا جسکی وجہ سے مکذب کے نزدیک راندہ درگاہ ہی اور شراب

نتیجہ کا نتیجہ: ہم بہی تو یہی کہتے تہے مگر یہہ لوگ ہمارے کہنے کو برا مانتے تہے اب تو ان کی گہر کا بہیدی شاہد عدل نکل آیا۔ آریو! اب تو اس فساد کو چہوڑو اور ہماری دوستانہ دعوت کو جو اخبر رسالہ درج ہے قبول کرو)۔ ساتوان اصول دوسرون سے محبت کرنا سکہاتا ہے غیرون سے محبت کرنا تو کجا اپنے مین سے کام کرنیوالون کی بدگوئی اور بربادی کرنے مین کمر بستہ اور تیار ہین (یہہ آپکے گہر کے اندر کی بات ہی ہمین حق نہین کہ آپکے بند دروازہ کو کہولکر اسمین دخل دین اور نہ ہماری عادت ہے ہان دوستانہ ہماری نصیحت ہی کہ یہہ باتین آدمیت کی نہین) نوان اصول خودغرضی کا ناش کرنا بتلاتا ہے لیکن اپنی طاقت کے حاصل کرنے مین نیم (اصول) اور سماج کو لات مارتے ہین (کیوں جی گہاس ماس پارٹیو! ذرا بولو تو سہی یہہ کیا راز کہل رہے ہین کیا بندرون سے دن

ایک کہہ سکین+ - روح ہر ایک حالتمین روح ہے اور مادہ ہر حالت مین مادہ ہے اور
انسان یا حیوان موجودہ شکل اور صورت مین آنے سے پہلے بھی مادہ سے تعلق رکھتے
تہے یعنے انسانی یا حیوانی روح اِس جسم کے ملنے سے پیشتر سوکشم شریر یا جسم لطیف
سے ملبوس تھی اور موجودہ سرشٹی ہونیسے پہلے جو حالت تہی اوس حالت مین

دغیرہ بہی تو ان مین کچھہ کم نہین ہے پس بعد اس تلاش کے اگر پونتر اور برگزیدہ مخلوق
اور بہلے مانس اور نیک اور بڑے ہی نیک ہونگے تو گہاس پارٹی کے آریہ اور پرتی
ندہی سبہا* کے ممبر ہونگے جو ان سب خرابیون اور گناہون سے پاک صاف ہین وہ
لوگ جنہین سوائے گہاس پارٹی آریہ کے سب دنیا کی آبادی شامل ہے اگر مرین تو بوجہ
اپنی بدکرداری کے ہرگز اس قابل نہین ہین کہ انسانی جون مین آئین جبتک کہ اپنی بداعمالی کی سزا کسی
حیوانی قالب مین پوری نہ کرلین - پس تمام دنیا کی آبادی کا خدا حافظ حالانکہ مردم
کی جونون سے ڈرتے نہین ہو؟) بہت سے آدمی کہتے ہین کہ انار کلی سماج ایک مانس
پرچار منڈلی (گوشت کی اشاعت کرنیوالی جماعت) ہے اور ویدمتی سماج نہین ہے
اور وچہووالی سماج اپنے حریف کے مقابل مین مہاتما (بزرگ) اپنے منہ میان مٹہو
بنی ہوئی ہے (بالکل سچ ہے ہر کہ شک آرد کافر گردد) دونو سماجین اپنے اپنے درمیان
بہت سی خط و کتابت کرتی رہتی ہین جن میں دھرم (دین) کی بو بہی نہین ہے (ہمارا
کیا حق کہ اہمین دخل دین - ہان آپ کی بدولت جو کچھہ معلوم ہوا ہے اسپر افسوس ہے)
کہ یہہ لوگ تناسخ کی گردش سے ہی نہین ڈرتے - ہم نصیحتاً آپ لوگون کو سمجہاتے
ہین کہ یہہ کام اچھا نہین ورنہ آپ جانین آپ کے بہائی ابہی آیندہ کو دیکھئے گا جس
دن آریہ سماج کے راون کے طرح گیارہ سر نکلے) - انار کلی سماج کی کارروائی
ماسٹر وزیر چند ست دہرم پرچارک (اخبار) مین درج کرچکا ہے وچہووالی سماج
کی نسبت منجملہ دیگر ناجایز کارروائیون کے مندرجہ ذیل چٹھی اوسکی حولناک
حالت ظاہر کرتی ہے - یہ چٹھی لالہ رلیا رام نے جو کہ اب قایم مقام

*: آریون کی مجلس منتظمہ پنجاب کا نام ہے -

یہ جسم کثیف گو روح کو نہ ملا تہا لیکن اس حالت مین بہی اسکا خدا یا مادہ سے تعلق جدا
نہ تہا کو پڑے کی حالت مین یہ افعال نیک و بد نہین کر سکتی تہی جیسا کہ خواب کے
طاری ہونیکی حالت مین انسان ہوتا ہے

مولوی (س نمبر ۵) روح کا اِس جسم لطیف سے تعلق چہوٹتے ہی کون سے قالب مین

شماری دن بدن ترقی پذیر ہے بالخصوص یوروپ مین اور خاص کر انگلینڈ مین جہان
کہ تمام ہی حیوانی جون کے لایق ہین ۔ فتدبر
جب
اصل یہہ کہ انگلون کے سہارے چلنے سے بہی لگاتار ہوتا ہے جب ہی تو ارشاد خداوندی و
الاذعان ہے لا تقف ما لیس لك به علم یعنی جس چیز کی تجہے خبر نہین اسکے پیچہے مت ہو)
(۴) قاعدہ کی بات ہے کہ جب مجرم کو سزا دیکر اسکی اصلی حالت کیطرف پہیرنا ہو تو اسکو اِس
سزا کا علم بہی ہونا چاہئے کہ یہہ سزا مجہہ کو فلان گناہ کے عوض مین ہے تاکہ آیندہ کو اس
گناہ سے بچے ۔ پس اگر حیوانی قالب سزا کیلئے ہے تو حیوانون کو اس جرم کی خبر ہونی

پریزیڈنٹ پرتی ندہی سبہا کے رہے ہین بنام پنڈ ارام جو دائیں پریزیڈنٹ سماج دہلوالی
ہین لکہی لالہ رلیا رام نے ماسٹر درگا پرشاد جی سے پشاور مین کہا تہا کہ اس قسم کی خط
و کتابت مابین ہمارے اور رائے پنڈرال کے دو ماہ سے ہو رہی ہے اب قریبًا
ایک ماہ ہوا لالہ صاحب موصوف نے ماسٹر درگا پرشاد جی سے کہا تہا کہ اب
ہمارا اجتہاد مکمل ہو گیا ہے ۔ پیارے پنڈ ارام جی تمہارا کارڈ ۲۶ ماہ حال کا پہنچا
مین خیال کرتا ہون کہ آپ کی رائے آریہ سماج کے حالات کی بابت از حد
مایوس کرنیوالی ہے ہماری پارٹی مین کوئی ایسا نہین جو سب کے زمانہ برداری
کرا سکے (ابتک یہی ہے سب خور گین کی بہرتی ہے) اسلئے مضبوط جتہا بنانیکے لئے ہر ایک
بڑے بڑے آدمی کو جہان تک ہو ملانا چاہئے (بڑے بڑے سے کیا مراد ہے
جو بانس کے برابر ہو اگر دینداری کی صفات مین بڑائی مراد ہے تو اسکا پہلے ذکر
ہو ہی چکا) مین بعضون کی کم فہمی پر افسوس کرتا ہون لیکن موجودہ حالت سے

آئی - انسانی قالب مین یا کسی غیر مین اور سب روحین آئین یا بعض -

آریہ (ج نمبر ٥) روح کا جسم لطیف سے تعلق اب بھی برابر ہے چھوٹا نہین مختلف روحین مختلف قالبون مین اپنے اعمال کے مطابق آئین - سب کا لفظ روحون پر حاوی نہین ہوسکتا کیونکہ انسانی عقل کے لئے یہہ متعدد قہین ہین جن روحون کو اعمال بھگتنے کیلئے

نتیجہ: ضرور ہے کہ فلان جرم کی پاداش مین مجھ سزا ملی ہے تاکہ بعد پورا کرنے اس سزا کی انسانی قالب مین اگر ویسے جرم نہ کرے لیکن برعکس اسکے ہم دیکھتے ہین کہ کسی آریہ کو خبر نہین کہ پہلے وہ کس حیوان (کتے - بلے - سور - بندر) کی جون مین تھا اور کس جرم کی سزا کا بدلہ تھا - پس جب خدا کے انصاف کو اس تفاوت مراتب کی وجہ سے بچاتے ہو تو اس سراسر ظلم کی کوی صورت تدارک نہین کہ مجرم کو بے خبری مین سزا دینا اور اوسکو خبر نہ ہونا کہ کس جرم کے عوض مین یہہ سزا ملی تھی اور بعد بھگتنے سزا کے اصل حالت مین بہی اوس سے بیخبری (واہ رے انصاف ؟)

نصیحت: جہانتک ہوسکے فایدہ اوٹھانا چاہیے (بیشک فایدہ ہو چلا ہے مرتے ہی کسی بندر سور کی جون مین جانا پڑے) چونکہ ہمکو مضبوط پارٹی بنانا منظور ہے ہم کو سرگروہ بہی پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے یہ کچھ مشکل معلوم ہوتا ہے (ہان صاحب کیون نہ ہو آدمیت کہان ؟) کیونکہ مین کہہ چکا ہون کہ ایسا کوئی آدمی نہین جسکی پیروی فرمان برداری پارٹی کے لوگ بغیر چون وچرا بغیر پیش وپنچ کے کرین (یہ تو سب صفات اخلاق کاملہ کی ہین جب وہی نہین تو یہ کہان) اس نئے ہاری پارٹی بجائے ایک کے بہتون کا حکم مانتی ہے (ہان صاحب جب ایک عورت خاوند کے ہوتے ہوئے لغرض اولاد دوسرے سے تخم ڈلوا سکتی ہے تو اسمین کیا عیب ہے کہ آریہ پارٹی بہتون کو مانے) اور ان گروہون کے خیالات کا کچھ کچھ لحاظ کرنا پڑتا ہے مجھکو آپ کو اور دوسرون کو اس ابتری سے ایک مضبوط پارٹی قایم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور صرف اسی سبب ہم لوگون کی علمی دانائی اور

قالب مین آنے کی ضرورت تھی وے رد جین آئین

مولوی (س نمبر۶) نمبر۴ مین آپ فرما چکے ہین کہ پرلے کی حالت مین روح نیک وبد افعال نہین کر سکتی تھی جب نیک وبد عمل ہی نہین تو اعمال بھگتنے کیلیئے قالب مین کیون آئین

آریہ (ج نمبر۶) نمبر۴ مین جو کہا گیا ہے اُس سے مُراد یہہ ہے جیسا کہ وہان بتلایا گیا ہے

تعلیم: (۵) اگر انسان بداعمالی کی سزا بھگت کر اپنی اصلی حالت کی طرف ہی آتا ہے تو بیچاری بھنگی - اندہے - کوڑہی - جذامی - سایل گدا - فاقہ پر فاقہ اُٹھانیوالے کیا ہمیشہ اسی حالت مین رہین گے اور ہمیشہ سے اسی حالت مین ہین کیونکہ بقول آپکے جس درجہ جسمانی سے تنزل ہوا تہا اسی درجہ مین انتقال کیا جاتا ہے تو کیا ان معذورون کی روحون نے کوئی تمسک لکھہ دیا ہوا ہے کہ ہمین یہی حالت پسند ہے اور کہہ دیا ہے کہ ؎

اور ہونگے تیری محفل مین اوجہنے والے + حضرت داغ جہان بیٹھہ گئے بیٹھہ گئے

(۶) اگر حیوانی قالب بھوگ جونی اور جرمون کیلیئے سزا خانہ ہی تو آپ لوگون کو مسلمانون

نتیجہ تعلیم: نیز بھی شمار کی جائیگی اسلیئے حتی المقدور کوشش کرنی چاہیے مجھہ کو آخرش کامیابی کی امید پوری ہے - الخ

اے آریہ بھائیو! ایسی پارٹیون کے ساتھ جو اپنے آپ کو آریہ سماج کے نام سے مشہور کر رہی ہین کام کرنا آتما کا خون کرنا ہے جس کیلیئے ہم تیار نہین ہین - اُن سماجون کی ایسی کارروائیون نے سوامی دیانند سرسوتی جی کے مشن کا ملیامیٹ کر دیا (ابہی تو آگے آگے ہوگا دیکھیئے توسہی) ایسی حالت مین اگر ہمی آریہ سماج کا سلسلہ قایم نہ رکھا جائے تو وہ اُجالا (وا برعکس نہند نام زنگی کافور) جو اس مہارشی کے سبب سے ہندوستان مین پہیلایا گیا تہا پھر اندھکار کی شکل مین تبدیل ہو جائیگا +

راقم بندہ چرن سنگھہ سکرٹری آریہ سماج سید مٹھہ بازار لاہور ۲۵ نومبر ۱۸۹۶ء

قالب مین آنے کی ضرورت تھی وے رد حین آئین

مولوی (س نمبر ۶) نمبر ۴ مین آپ فرما چکے ہین کہ پرلے کی حالت مین روح نیک وبد افعال نہین کرسکتی تھی جب نیک وبد عمل ہی نہین تو اعمال بھگتنے کیلیئے قالب مین کیون آئین

آریہ (ج نمبر ۶) نمبر ۴ مین جو کہا گیا ہے اُس سے مُراد یہہ ہے جیسا کہ وہان بتلایا گیا ہے

(۵) اگر انسان بداعمالی کی سزا بھگت کر اپنی اصلی حالت کی طرف ہی آتا ہے تو بیچارے بھنگی - اندھے - کوڑھی - جذامی - سایل گدا - فاقہ پر فاقہ اُٹھانیوالے کیا ہمیشہ اسی حالت مین رہین گے اور ہمیشہ سے اسی حالت مین ہین کیونکہ بقول آپکے جس درجہ جسمانی سے تنزل ہوا تھا اسی درجہ مین انتقال کیا جاتا ہے تو کیا ان معذورون کی روحون نے کوئی تمسک لکھہ دیا ہوا ہے کہ ہمین یہی حالت پسند ہے اور کہہ دیا ہے کہ سے

اور ہونگے تیری محفل مین اوبجنے والے + حضرت داغ جہان بیٹھ گئے بیٹھ گئے

(۶) اگر حیوانی قالب بھوگ جونی اور جرمون کیلئے سزاخانہ ہے تو آپ لوگون کو مسلمانون نیز بھی شمار کی جائیگی اسلیئے حتی المقدور کوشش کرنی چاہیئے مجھہ کو آخرش کامیابی کی امید پوری ہے - الخ

اے آریہ بھائیو ! ایسی پارٹیون کے ساتھ جو اپنے آپ کو آریہ سماج کے نام سے مشہور کر رہی ہین کام کرنا آتما کا خون کرنا ہے جس کیلیئے ہم تیار نہین ہین - اُن سماجون کی ایسی کارروائیون نے سوامی دیانند سرسوتی جی کے مشن کا ملیامیٹ کردیا (ابھی تو آگے آگے ہوگا دیکھیئے توسہی) ایسی حالت مین اگرچہ آریہ سماج کا سلسلہ قایم نہ رکھا جائے تو وہ اُجالا (وا برعکس نہند نام زنگی کافور) جو اس مہارشی کے سبب سے ہندوستان مین پھیلایا گیا تھا پھر اندھکار کی شکل مین تبدیل ہوجائیگا +

راقم بندہ چرن سنگھ سکرٹری آریہ سماج سید مٹھہ بازار لاہو ۲۵ نومبر ۱۸۹۶ء

کہ وہ خواب کی حالت ہی لیکن یہہ نہین کہا گیا کہ وہ کوئی ابتدائی حالت ہی یا اس سے پہلے کئی ہوئے فعلون کی روح سزا جزا بھگت چکی ہے۔ پرلے کی حالت مین بھی روحین گو نیک و بد فعل نہین کرتین لیکن اس پرلے کی حالت سے پہلے وہ نیک و بد فعل کرتی رہی ہین اور اس پرلے کی حالت مین انکو وہ پہلے کئی ہوئی فعل تباہ نہین

اور دیگر اقوام گوشت خورون کا شکر گذار رہونا چاہیے جو جانورون کو ذبح کرکے بہتیری آریون کے بھائی بندون کی نجات کراتے ہین یا کرانیکے سبب ہین۔

نتیجہ:

(۷) اگر قالب انسانی روحون کے لیئے اصل ہی اور آپ لوگون کا یہہ بھی اصول ہی کہ روح کی خواہش ترقی علم کی طبعی اور اصلی ہی اور اسی وجہ سے وہ باوجود قدیم ہونیکے خدا کے قابو مین آئی تاکہ اس سے جسم لیکر اپنے معلومات وسیع کرے تو پہر کیا وجہ ہی کہ بہت سے انسان بالخصوص برہمن جو ہندؤون مین بڑی اول درجہ کی شریف قوم ہے ترقی علم سی محروم ہین اگر اس قالب انسانی مین روح اپنے اصلی تقاضا کو پورا نہ کریگی تو کون سی قالب مین کریگی حالانکہ ہم دیکہتے ہین کہ بہت سون کو علاوہ دنیاوی موانع کے قدرتی موانع بھی ہوتے ہین مثلاً آنکھ سے اندھا ہونا یا کان سے بہرہ ہونا یا کسی ایسے نادار کے گھر مین پیدا ہونا جہان بچے پیٹ پالنے کے (وہ بھی بھیک مانگنے اور پانچ اٹھا نیسی) کچھ کر ہی نہین سکتے۔

(۸) اگر انسانی قالب اصلی ہے اور جس قالب سے انتقال ہوتا ہے اوسی قالب مین روح آتی ہی تو نابالغ بچے کیا اسی طرح مرتے رہین گے اور اونکی روحین ہمیشہ سے اسی طرح چھوٹی عمر بلکہ بعض مان کی پیٹ مین ہی قالب چھوڑتے آئے ہین اگر مذکورہ درجہ جسمانی کو معنی یہ بتلاؤ کہ امیری اور غریبی کی حالت مراد ہی تو پہر بھی وہی سوال ہوگا کہ غریب بدمعاش بہنگڑ جو بوجہ ناداری کے سب بری اعمال کر گزرتے ہین ہی انکے لیئے اصلی درجہ ہی تو ان بیچارون کی کیسی شامت آئی کہ ایک تو بوجہ ناداری اور غریبی کے بدافعال کرنے پر دنیاوی حاکم انکو قید کرین اور پہر انکی سزا مین بندر۔ سوٗر بھی بنین پہر وہان سے خلاصی پاکر بھی آوین تو حسب فتوی مکذب

ہو گئے جیسا کہ نیند کے بعد اوٹھ کر ہمارے دن کی کارروائی ضایع نہین ہو جاتی بلکہ دوسرے دن اوسکا پھل برابر ملتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح موجودہ اجسام اون افعال کی سزا و جزا کیلیئے دئیے گئے ہین جو کہ پرلے کی حالت مین بھی تباہ نہین ہوئے تھے

مولوی (نمبر ۱۰) پرلے کی حالت ہر ایک روح گنہگار بے گناہ کیلیئے ہے یا بعض کیلیئے۔ اور بعض کیلیئے نہین اور اس پرلے کی حالت کو جزا و سزا مین دخل ہے

پنڈت جی

وہی ناداری اور غریبی کے قالب مین آپ کے خدا صاحب اون کو ٹھونسین پھر اسی طرح ہمیشہ تک اونکی بُری گت ہوتی رہے اور اگر یہہ نیک ہی ہون تو کیا فایدہ جبکہ تھوڑے گناہ پر بھی حیوانی قالب مین قید ہونا اور وہان سے چھوٹ کر اصلی حالت (غریبی اور محتاجی) مین آنا ہے تو کیا نتیجہ ہے اسی لیئے بہتر ہے کہ اس بیچاری روح کو جو بقول آپکے خدا کی پیدایش ہی نہین اوس چندروزہ زندگی کے احسانات کے بدلہ مین (جو اس غریبی اور محتاجی کیحالتمین خدا نے اسپر کیئے تھے اور در در بھیک منگائی تھی) اون دو گنتے چوگنے برس قید کر لیا جاتا اور پھر ہمیشہ کیلیئے اوس کمبخت کو رہائی ہوتی اور اپنی کمائی سے آپ گذارہ کرتی اور ایسے خدا کو دور سے سلام کہتی۔ سچ پوچھو تو اگر خدا اوسے چھوڑ دے تو کبھی بھی خدا کے سامنے نہ آوے اور ایک ہی بار کے آزمانے پر اوسکے بلانے پر بھی دور ہی سے اوسکو لکھ بھیجے مَنْ جَرَّبَ الْمُجَرَّبَ حَلَّتْ بِهِ النَّدَامَةُ بلکہ اور روحون کو بھی یہ کہہ کر روکے ؎ حسینون سے نہ ملا دل ہمارے دیکھی بھالے ہین ❊ نہین ڈسنے سے رُکنے کے ستمگر ناگ کالے ہین ❊ اگر کوئی اسکے جواب مین انسان کو کرم جونی (عمل خانہ) اور بھوگ جونی (قیدخانہ) دونو بنائے تو اسے لازم ہے کہ پہلے اس عبارت مین غور کرے اور قیدی کی مثال کو سمجھے اور پھر ہم سے مخاطب ہو ہان اگر وہ اس کتاب کے مضمون کو غلط سمجھتا ہے (جیسا کہ میرے سامنے بعض آریہ قایل ہو گئے ہین کہ یہ عبارت مکذب کی مہمل ہے) تو ہم بھی اپنے منصف مزاج سے اپنے سوالات واپس لینگے اور اسی ترکیب سے سوالات کیطرف توجہ دلائین گے یہ بھی ہماری طرف سے آریونکی مجوث تناسخ پر مختصر ریمارک مفصل بھی انشاء اللہ تعالی ہمسیا ہمارے کسی دوست کیطرف سے شایع ہوگا۔

— ثناء اللہ

نہ جز آزمودہ کو آزماتا ہے شرمسار ہوتا ہے۔

یا نہین نیز اس سے پہلے اسی طرح دُنیا تھی جیسی کہ اب ہے اگر تھی تو اس دنیا مین انسانی قالب کون سے نیک اعمال کے بدلہ مین تھا ؟

آریہ (ج نمبر ۷) رات جیسے سب آدمیون کے لئے ہے ویسے ہی پرلے سب قسم کی روحون کے لئے ہے - جزا سزا بھگتنے کیلئے جسم کثیف یعنی مختلف قالب ہی ذریعہ ہین چونکہ پرلے (فنا) کی حالت مین اجسام نہین ہوتے اِسلئے پرلے کی حالت مین جزا سزا نہین ملتی - پرلے (فنا) سے پہلے اسی طرح دنیا تھی اور اس دنیا مین انسانی قالب کا باعث نیک افعال اور حیوانی قالب کا باعث بد افعال تھے کیونکہ اس سے بھی پہلے یعنے ہمیشہ سے موجود تھی یعنی روح کی صفات افعال اور عادات بھی ہمیشہ سے ہین اسلئے جبکہ ہم پہلے ہی اوپر کہہ آئے ہین کہ روح انادی ہے اور ساتھ ہی اسکے کرم کی طاقت بھی پھر یہہ سوال کرنا کہ اس سے پہلے کوئی فعل تھے یا نہین چندان ضروری معلوم نہین ہوتا کرم تو ہمیشہ روح کرتی ہے کیونکہ وہ خود ہمیشہ سے ہے - میرے خیال مین اگر مولوی صاحب لفظ ہمیشہ کو سمجھنے کی کوشش کرتے تو اس سوال کی ضرورت نہ تھی -

مولوی (س نمبر ۸) روح جس صورت مین قدیم ہے اور خدا کی پیدایش سے نہین تو اسکی محکوم بھی نہین جبتک کہ خدا اسکو کسی خاص قالب سے متعلق کر کے اپنی رعایا نہ بنائے اِس سے پہلے وہ کسی قانون خداوندی کے ماتحت نہین ہو سکتی پس جب خدا نے اسکو اپنے ماتحت بنایا تو کس قالب مین بنایا انسانی قالب مین یہ تو ہو ہی نہین سکتا اسلئے کہ اسکے نیک اعمال پہلے ہی نہین کیونکہ وہ ماتحت نہین تھی حیوانی قالب بھی نہین دیسکتا اسلئے کہ گناہ کوئی نہین -

آریہ (ج نمبر ۸) لفظ پیدایش سے آپکا کیا مطلب ہے ؟

+ اسلئے کہ بغیر جسم کے روح کوئی کام نہین کر سکتی اور جسم بغیر ماتحتی کے مل نہین سکتا پس ماتحت ہونیکے معنی جسم کا ملنا ہے -

مولوی (س نمبر۹) نیستی سے ہستی مین لانا۔

آریہ (ج نمبر۹) روح اگر خدا کی پیدایش ہے اور پہلے موجود نہین تہی پہر ہستی مین لائی گئی۔ تو اس سے ظاہر ہے کہ وہ خدا کے وجود کا ایک جُزو ہی ہے کیونکہ نیستی سے تو کوئی چیز ہستی مین نہین آ سکتی جیسا کہ ریت سے کبہی تیل نہین نکل سکتا اور محمدی صاحبان کے خیالات کے مطابق سوائے خدا کے کوئی چیز نہین اگر سوائے خدا کے کوئی اور چیز ہے جس کا نام چاہے ہستی رکہہ لین مگر وہ ہستی ہے اور یہہ قاعدہ کہ جو چیز جس سے بنی ہو اسمین علت مادی کے اوصاف موجود ہوتے ہین جیسا کہ کپڑے مین روئی کے اوصاف۔ پس اس وقت جب ہم روحون یعنے انسانون کو زناکاری وغیرہ کرتے دیکہتے ہین یہہ کہہ سکتے ہین کہ زناکاری وغیرہ کا موجد خدا ہے کیونکہ روح خدا کی پیدایش ہے اور اسپر طرفہ یہ کہ خدا ہی اپنی پیدایش کا حاکم نہین کیونکہ وہ اوسکو زناکاری وغیرہ جرایم کبیرہ کے کرنیسے روک نہین سکتا اگر روک سکتا تو کوئی روح گناہ کرتی ہوئی دکہائی نہ دیتی تو اس سے ظاہر ہے کہ روح کو بقول آپکے خدا کی پیدایش ہی فرض کر لین تو اُسکی محکوم کیا ہوئی یہہ تو ویسی ہی سرکش ہے جیسا کہ ایک باغی آدمی ہوتا ہے اسلئے ہم نہین سمجہتے کہ روح کو خدا کی پیدایش ماننے سے یہہ کہنا کہ وہ محکوم ہوجاتی ہے کس طرح درست + ہی کیا کبہی پیدا شدہ محکوم آپکے خیال مین آقا کی نافرمانی کر سکتی ہے اور اگر یہہ محکوم ہونے کی حالتمین گناہ کر سکتی ہے جو خدا کو منظور نہین تو پہر اوسکو محکوم کہنا کس طرح سے درست ہی۔ علاوہ اسکے یہہ ٹہیک نہین کہ جو پیدایش ہو وہی محکوم ہوتی ہی کیا ہم انگریزون کی پیدایش ہین کہ انگریزون کے محکوم ہین اور کیا گہوڑا ہماری پیدایش ہے جو ہمارا محکوم ہے بچہ کمزور ہونیکی حالت مین باپ کا محکوم مانا جا سکتا ہے۔ لیکن

+ ماسٹر صاحب! محکوم بالاختیار اور بالاضطرار مین بڑا فرق ہی محکوم اختیاری مین روح نافرمانی کر سکتی ہی مگر اضطراری مین نہین۔

جوانی کی حالت مین اکثر سرکش ہو جاتا ہے پس وہ دلیل کہ جو پیدائش ہو وہی محکوم ہوتی ہے درست نہین ٹھرتی۔ بلکہ بچے کی اس مثال سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو افعال عادات کسی دوسرے سے کم رکھے اوسکو اپنے سے بڑے اوصاف افعال عادات رکھنے والے کی ضرورت پڑتی ہے اور یہی وجہ ہو سکتی ہے جس سے ہم کہہ سکتے ہین کہ کوئی روح کسی کی محکوم ہو سکے نہ کہ پیدایش۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ روح انسانی محدود طاقتین رکھنے والی لامحدود پرمیشر کے مقابلہ مین ہر حالت مین محکوم رہ سکتی ہی اور یہہ ہر حالتین خدا کی عبیت یا اوسکی بچون کے موافق سمجھنی چاہیئے چونکہ یہہ کبھی خدا نہ تھی اور نہ ہوگی اس لئے ہماری محدود ذات ہی ہمارے محکوم ہونیکی وجہ ہے نہ کہ پیدایش۔ ہماری اس بیان سے ظاہر ہے کہ روح ہر قالب اور ہر حالت مین اپنی ذاتی کمزوری کے باعث خدا کی محکوم ہی کیونکہ اسکو اسکے سہارے کی ہمیشہ ضرورت ہی۔ پس یہہ سوال کہ خدا نے انکو کس قالب مین لاکر ماتحت بنایا ٹھیک نہین۔ روح چاہو کتنے ہی اعمال نیک و بد کیون نہ کرے وہ خدا سے سرکش نہین ہوسکتی۔ کیونکہ یہہ ذات سے ہی محدود ہے اور اسی لئے اسکے نیک و بد فعل ہمیشہ محدود رہین گے۔ ہم اس وقت انگریزون کے محکوم ہین وہ اس وجہ سے کہ اون کے پاس ایک خاص چیز ہے جو ہمارے پاس نہین اور ہمین اس کمزوری کے باعث ان کے سہارے کی ضرورت ہی لیکن ہم نیک و بد فعل کر سکتے ہین اور کسی حالت مین بھی سرکش نہین ہوسکتے کیونکہ سزا و جزا دینے والے وہ ہین اسی طرح سے جب ہم مانتے ہین کہ خدا سزا و جزا کا دینے والا ہے تو ہم نیک و بد فعل کرتے ہوئے بھی ہر حالت مین اوس کے محکوم ہیں +

مولوی (س نمبر ۱) پہلا حصہ آپکی تقریر کا افسوس کہ میرے سوال سے متعلق نہین پایا

بلکہ وہ قدم اور حدوث روح سے متعلق ہے جو مسئلہ دیگر ہے جس کا جواب اِس موقعہ
مین دینا بجہے مناظرہ سے نکالنا ہے اِسلئے اس سے درگزر کر اصل مطلب کا جواب جو
میرے ذمہ ہے گذارش کرتا ہون۔ محکوم کی بابت آپکا اصول کہ "جس کسی مین دوسرے
کی نسبت اوصاف قلیلہ ہون اوسکو دوسرے کی جسمین اوصاف کاملہ ہون حاجت
پڑتی ہے" ٹہیک نہین کیا آپ قالین بافون یا شالبافون کے بھی کبہی محتاج ہوئے ہین
کیا ضرورت کہ ایک زاہد تارک دنیا کسی منشی لکھی پڑہے محتاج ہو کر محکوم ہو یا ایک
غریب نادار کسی زین ساز کا محکوم ہو۔ نیز یہہ بھی صحیح نہین کہ جو محتاج ہو وہ محکوم ہو کیا آقا
اپنے نوکر کا محتاج ہے تو کیا محکوم ہی ہے۔ اگر بزرجن کی مثال آپنے بار بار دی ہی
اپنی رعایا سے ہر طرح کی حاجت رکہتی ہین تو محکوم ہی ہین۔ محکومیت شئے اور ہے اور
حاجت شے اور ہے۔ نیز آپ کا فرمانا کہ ہم انگریزون کے محکوم ہین حالانکہ پیدا اُنکی
نہین ہین تعجب خیز ہے۔ جناب مین انگریزون کی حکومت بلکہ تمام بنی آدم کی ایکدوسرے
پر حکومت کئی طرح پر ہوتی ہے اول یہہ کہ رعایا ہی اپنے خلل نظام کے انتظام کیلئے کسی کو
حاکم بنالے یا کوئی حاکم جبراً قہراً اون پر حکمران ہو روحون کی محکومیت مین یہ دونو
نہین ہو سکتی پہلی وجہ کہ روحین ہی خدا کو اپنے انتظام کیلئے حاکم بنائین اور حکمران سمجہین
یہ اوس صورت مین ہے کہ روحون کو اپنی بدنظمی کا خوف ہو نہین نیز یہ حکمرانی بہی حادث ہوگی جب
سی یہہ نتیجہ نکلیگا کہ خدا اپنی ذات کے رتبہ مین روحون کا حاکم نہین بلکہ اسکی صرف مصنوعی حکومت
ہی جسکو وہ بعد اتفاق معزول بھی کر سکتی ہین یا کر نا ممکن ہے۔ دوسری وجہ کی حکومت بہی خدا کی
حکومت مین محال ہے اسلئے کہ جبراً قہراً بلا کسی حق حقوق کے کسی پر کرنا بنی آدم تو کر سکتے ہین
لیکن خداوند تعالےٰ جو سب صفات رذیلہ سے پاک اور بے لوث ہی نہین کر سکتا

پس روحون پر خدا کی حکومت اس صورت مین کسی طرح نہ ہوئی - رہی آپکی گھوڑے کی مثال
سو یہہ بھی کسقدر غلطی سے صاف نہین اِسلیئے کہ گھوڑے کی حکومت یا تو اس وجہ سے ہے
کہ ہمنے روپیہ خرچ کرکے اوسکو محکوم بنایا ہے یا اس وجہ سے کہ ہمارے زرخرید کی نسل ہے
یا کسی نے ہمکو بخشا ہے یا کسی مورث کی وراثت مین ہمین ملا ہے وغیرہ وغیرہ ان صورتون سے
خدا کی حکومت کے متعلق چونکہ کوئی بہی زیبا نہین نہ تو اسلیئے روحون پر خرید کر حکومت
حاصل کی تھی نہ اوسکے زرخرید کی زائیدہ ہین نہ کسی نے اوسکو بخشی ہین نہ کسی کی وراثت
مین ہین اِسلیئے خدا کی حکومت روحون پر مبنی پیدائش ہین منحصر کی تھی جسمین آپنے غور سے
کام نہین لیا بچہ کی تمثیل بھی آپکی صحیح نہین مگر مجھے اسکی غلطی اور صحت سے مطلب نہین ہے +
آریہ (ج نمبر۱) اپ کا یہہ کہنا کہ پہلا حصہ میرے جواب کا غیر متعلق ہے بالکل درست
نہین کیونکہ آپ بتلا چکے ہین کہ نیستی سے ہستی مین آنا پیدائش ہے اس لیئے اگر آپ کا یہ
دعوی ثابت نہ ہوسکے تو یہہ کہنا کہ آپکے متعلق دلیل کرنا خارج از بحث ہے درست نہین
ہوسکتا - سوال نمبرہ مین گویا آپ ثابت کرتے ہین کہ روح خدا کی پیدائش ہونیکی وجہ سے ہی اسکی
محکوم ہے اِسلیئے پیدائش کا معاملہ جسپر کہ آپکی دلیل کا مدار ہے طے ہوجانا بنیادی اصول
ہے یعنی آپ سے جب پیدائش کے معنی طلب کیئے جواب آپنے فرمایا انیستی سے ہستی مین آنا پیدائش
ہے میں کہتا ہون کہ آپکا یہہ جواب کل درست نہین کیونکہ دنیا بہر مین آپ اسکی کوئی مثال
نہین دیسکتے نیستی سے ہستی مین آنا ویسی ہی بات ہے کہ سینگ اور دمدار آدمی کا ہم سے
بات چیت کرنا یا بانجہ عورت کی لڑکے کی شادی ہو اور ریت سے نکالے ہوئے تیل کے آبی لیمپ
جلائے جاوین جیسی یہ گپین ہین ویسی ہی یہ بات سمجھنی چاہیئے کہ نیستی سے ہستی ہوسکتی ہے -
آپکے خیال مین روح خدا کی پیدائش ہونیکی وجہ سے اوسکی محکوم ہے جیسا کہ آپ کا سوال

نمبر ۸ ظاہر کر رہا ہے اگر کوئی آدمی کہے کہ میرے گہر مین شیر رہتا ہی اور ثابت ہو جاے
کہ اوسکا کوی گہر ہی نہین ہے تو پہر شیر کے ہونے نہ ہونیکا ساتھ ہی فیصلہ ہو جاتا
ہے اِسی طرح آپ کی مانی ہوئی پیدایش ثابت ہوسکے تب تو اوسکا نتیجہ یعنی محکوم ہونا
قابل غور مانا جاسکتا ہے لیکن جب آپ بنیادی اصول سے درگذر کرنا چاہتے ہین تو مین
نہین سمجہتا کہ آپ روح کے محکوم ثابت کرنیکو بھی کس طرح تیار ہوسکین گے مینے آپکی پیدایش
کو فرضًا مانکر بھی نمبر ۹ مین جواب دیا تھا کہ محکوم ہونا پیدایش سے بھی ثابت نہین ہوسکیگا اور اِس [1]
ضمن مین جو دلایل پیش کئے تہے اُنکو آنجناب نے رد کرنیکی کوشش کی ہے لیکن رد نہین کرسکے
چونکہ آپ میری مطلب کو ٹھیک طور پر نہین سمجہے اسلئے مین پھر چند دلایل پیش کرتا ہون مگر یہ
یاد رہے کہ آپ کے ذمہ دو امر ثابت کرنیوالے ہین اول نیستی سے ہستی مین آنا اور دوم پیدا شدہ
چیز ہی محکوم ہوسکتی ہے۔ نمبر ۱ مین آپ فرماتے ہین کہ آپ کیا قالبین بافون کے محتاج ہوئے
ہین۔ مین نہین سمجہتا کہ اِس مثال سے آپکا کیا مطلب ہے؟ زاہد تارک الدُنیا کو کون کہتا ہے
کہ منشی یا مولوی کا محتاج ہے۔ مینے کب کہا ہے کہ غریب زین ساز کا محتاج ہے۔ آپ کہتے ہین
کہ آقا نوکرون کا محتاج ہے تو کیا محکوم بہی ہے۔ مینے کہا تہا کہ جسمین اوصاف افعال اور
عادات دوسرے سے بڑہکر ہون اور جو انمین سے اس سے کم ہو دوسرے بڑہیا یعنی کامل اوصاف
افعال اور عادات والیکا محکوم ہوتا ہے روح کے اوصاف افعال اور عادات خدا کی
مقابلہ پر نہایت کم درجہ کے ہین اور روح اِسی وجہ سے اپنے سے بڑہکر اوصاف وغیرہ
رکہنے والے خدا کا سہارا لیتا ہے جیسے آگ کا جلانا خاصہ جبلی ہے۔ لوہے کا چمک
پتہر سے ملنا اور آنکھ سے دیکھنا قدرتی وصف ہے ویسے ہی محدود روحکا غیر محدود
خدا کی طرف کشش کئے جانا اور اس سے سہارا لینا خاصہ جبلی ہے اور اِسی کا نام ہم آپکے لفظون مین

[1] ایسا ہی مینے بہی نیستی سے ہستی نہ ہونا فرض کیا تہا۔

محکوم ہونا سمجھتے ہین۔ +

آپکا یہہ کہنا کہ ہم شالبافون کے محتاج نہین ہوتے تو مین کہون گا کہ شالباف بھی ہیرے یا آپ کے بچ کے محتاج نہین ہین لیکن جو اُن کو روٹی کھلاتا ہی اُسی کی وہ محتاج ہین گو ہماری اور آپ کی بچ کی حالت مین یہہ مثال نہ گھٹے۔ ہماری اور آپکی حالت مین کئی اور مثالین نہ گھٹ سکین۔ اسلئے کیا وہ باتین دنیا سے ہی غایب ہوگئین کوئی شخص تو ضرور شالباف کا بہی محتاج ہی شالباف کا شاگرد محتاج ہونیکی حالت مین شالباف کو اپنا حاکم سمجھتا ہے جیسا کہ ہمارے اور آپکے شاگرد ہم لوگون کی محتاج ہین یہی جو انگریزون کی مثال دی تہی اُس سے آپکے مطلب کو واضح کرکے دکھانا ہی مقصد تہا کیا آپ کہہ سکتے ہین کہ ہم انگریزون کے محتاج نہین ہین۔ اگر نہین تو کہہ دیجیے۔

یہاں پر آپ فرماتے ہیں کہ محکومیت اور شئے ہی اور حاجت شی اور ہی۔ مہربانی کرکے اسکو صاف کیجیے۔ آپ حکومت کے متعلق فرماتے ہین کہ رعایا ہی اپنے خلل نظام کے انتظام کے لئے کسی کو حاکم بنا سکتی ہی تو کیا اسکا یہ مطلب نہین کہ رعایا انتظام کی محتاج ہے اور اس سی تو آپنے میری بات کو تقویت دی ہی مین کہہ رہا تھا کہ جو محتاج ہوتا ہے وہ محکوم بنتا ہے رعایا جو کہ انتظام کی محتاج ہی وہ آپ کسی کو حاکم بنائے تو اس سی کیا یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ وہ محتاج نہ تہی۔ دوسری بات آپ کی یہ ہی کہ کوئی جبر آیا پھر اُ کسی پر حاکم ہو سکتا ہے ذرا سوچیے کہ اگر دو شخص ہون اور اُن مین سی ایک شخص دوسرے کو محکوم بنانا چاہی تو کون کسکو محکوم بنا سکے گا۔ آپ بلا تامل شاید فرماوین کہ جو بڑہیا زور والا ہے وہ کمزور کو محکوم بنائیگا۔ اسکا کیا دوسرا مطلب یہ نہین کہ محکوم وہی

ہوتا ہے جو کمزور اور دوسرے سے کم طاقت رکہتا ہے آپ کہتے ہین کہ ہم گہوڑے کو روپیہ

خرچ کرکے محکوم بنا سکتے ہین یہ غلط ہے جس شخص سے آپ گہوڑا خرید تے ہین اوسکو

عوضانہ دیتے ہین جس شخص نے پہلے گہوڑے کو قابو کیا تہا اُس نے کسی کو

روپیہ نہ دیا۔ اگر گہوڑا عقل مین انسان کے برابر ہوتا تو کبہی قابو مین نہ آتا چونکہ عقل

طاقت مین گہوڑا کمزور ہے اسلئے محکوم بنتا ہے۔ خدا روپیہ خرچ کرکے ہمارا راجہ

نہین بنتا۔ بلکہ مین پہر کہونگا کہ ہماری جبلی کمزوری اور اسکی جبلی طاقت اور ہماری جبلی

یہ صفت کہ اپنے سے بڑے کا سہارا ڈھونڈین اُسکو راجہ اور حاکم کہنے کیلئے کافی ہے

جس طرح آنکہہ سورج کی محتاج ہے ویسے جیو ایشور کا محتاج ہے اور اس محتاج ہونیکی وجہ سے

جیو ایشور کی پرجا یعنی محکوم کہلاتا ہے جس طرح زمین کو سورج کشش کرتا اور زمین سورج

کو کشش کرتی ہوئی اُسکے گرد گہومتی ہے اسطرح ایشور روحون پر بلا جبر حکومت کرتا ہے

اور روحین ویسے ہی اوسکو حاکم مانتی ہوئی کام کرتی ہین۔

مولوی (رس نمبر ۱۱) آپنے اپنے پہلے مضمون کو صرف اس اصول سے کہ مین دعویدار

ہون متعلق کرنا چاہا۔ حالانکہ بموجب اصول مناظرہ مین کسی بات کا مدعی اول سے ہی نہین

بلکہ سائل۔ دعاوی جس قدر کہ ہین آپکی طرف سے ہین۔ اگر آپ خواہ مخواہ مجہے زبردستی

مدعی بناکر اپنا مطلب بناتے ہین تو آپکا اختیار۔ ہان ہستی سے ہستی کے متعلق جو میرا کہنا

ہے یہہ میرا ایک زعم ہے جسکے ثبوت کا بالفعل مینے ذمہ نہین لیا۔ اگر آپ اس زعم

کو نہین مانتے تو آپ کا اختیار آپ ہی کوئی ترجمہ یا ارتہ بتلا کر اصل مطلب کو صاف

کرین مین زائد باتون کے پیچہے پڑکر اصول مناظرہ سے نکلنا پسند نہین کرتا۔

مین آپکے سارے مضمون کا خلاصہ یہ سمجہتا ہون کہ روح مین محکومی کی وجہ یہ ہے کہ روح

اپنی ذات مین محدود ہے اسلیئے اُسے غیر محدود خدا سے سہارا لینے کی حاجت ہے مگر مین پوچھتا ہون کہ پہلے آپ محدود اور غیر محدود کا مطلب بیان فرمائیے۔ پھر یہ فرمائیے کہ روح محدود اپنی ذات مین خداوند غیر محدود کی محتاج ہے یا کسی وصف کے حاصل کرنے مین۔ ذات مین محتاج ہونے کے یہ معنی ہین۔ کہ اگر خدا کی طرف سے اُسے سہارا نہ ہوتا تو فنا ہوجاتی۔ مگر یہ فنا اُسکے قدم اور انادی ہونے کی منافی ہے اور اگر کسی وصف مین ہی تو کون سے وصف مین پھر وہ اوسکو حاصل ہوا یا نہین۔ نیز وہ وصف اُسکا بعد حصول قدیم ہے یا حادث۔ ان ہر دو سوالون کا مختصر لفظون مین جواب عنایت ہو۔ باقی رہا آپ کا میری مثالون مین مناقشہ اور گفت گو کرنا سو چونکہ اُن کا جواب مفصل اصل مدعا سے دور لیجاوے گا اس لئے مین اُس سے درگذر کرتا ہون۔ ہان یہ عرض کردیتا ہون کہ وہ سب مثالین اس امر کی تہین جو آپنے کہا تہا کہ کم اوصاف والا زاید اوصاف والے کا محتاج ہوتا ہے اور اوصاف کی حد نہین بتائی تہی کہ کیسے ہون اسپر آپکا یہ تسلیم کرلینا کہ گو ہم خاص طور پر قالین بافون وغیرہ کے محتاج نہ ہون لیکن کوئی تو اونکا محتاج ہے۔ میرے اعتراض (پرشن) کو پختہ کرتا ہے۔ کیا وجہ کہ آپ مین حالانکہ وہ اوصاف نہین ہین آپ اونکے محتاج بہی نہین۔ مگر چونکہ یہ سب باتین اصل مدعا سے دور ہین اور نیز لا مناقشہ فی المثال (کہ مثال مین خاص گفتگو اور بحث جائز نہین) اصول مناظرہ ہے اسلئے اصل مطلب کا خلاصہ لیکر جو مناسب تہا لکہا گیا۔ + ثناء اللہ۔

آریہ (پرچ نمبر ۱) میرا یہ مطلب نہین کہ آپ کو دعوی دار ثابت کردون لیکن جس حالت مین سائل کا کوئی ایسا امر ظاہر ہو جسپر کہ باہم فیصلے کی ضرورت پڑے تو اُسکو فیصلہ کرلینا نہایت ضروری ہے۔ اسیوجہ سے مینے آپ سے ضروری سمجہا کہ پیدائش کے متعلق بات چیت

کیجائے اب رہا یہہ کہ آپ پیدائش کے معنی نیستی سے ہستی مین آنیکے بجز اونہین
فرمانا چاہتے اسلئے مین جو پیدائش کے معنی لیتا ہون عرض کرتا ہون۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ
مفرد چیزون کو باہم ملاکر مرکب بنانا۔ روح وصف کے حاصل کرنیکے لئے تو محتاج ہو۔ سب روحون
کی خاصیتین ایک سی ہین۔ اس لئے جو ایک روح کے متعلق بات طلب
ہو سکتی ہے وہ سب روحون کے متعلق ہو سکتی ہے۔ شالباف وغیرہ روح
کی صفت نہین ہے جیسا کہ خیال کیا جائے۔ لیکن میرا یہہ کہنا کہ جو شالباف کا
محتاج ہے وہ اسکا محکوم ہے۔ آپ جب رد نہین کرتے تو پہر معلوم نہین آپکا سوال کس
طرح مضبوط ہوتا ہے۔ اب بات یہ ہے کہ روح مع جسم لطیف کے موجود تھی اور یہ جسم کثیف
جو کہ مرکب ہے اسکا روح کو ملنا ہی پیدائش سمجھنی چاہیے۔ آتمارام۔

مولوی (دس نمبر ۱۲) باری شکر ہے کہ پیدائش کے معنی مین میرا اور آپکا تنازع نہ رہا۔ اسلئے
کہ پیدائش کے جو معنے آپنے تسلیم کئے ہین خواہ ان کو کسی لفظ اور عبارت مین ادا کیا ہے
بالکل میرے مطابق ہی۔ کیونکہ مفرد چیزون کے جوڑنے سے بعد جو مرکب پیدا
ہوگا وہ بصورت موجودہ پہلے نہ تہا۔ مثلاً کپڑا جو تانا بانا ملانے سے بنتا ہی اسکی صورت
موجودہ پہلے اس ترکیب سے نہ تھی۔ جب نہ تھی تو یہی نہ تہی نیستی کا ترجمہ ہے۔ رہی بحث
کہ خدا ایسی ہستی کو تو کر سکتا ہے لیکن ایسی ہستی کو کہ جسکا مادہ اور مفرد اجزا نہ ہون نہین کر سکتا
سو یہ امر دیگر ہے اسکو دوسری بحث پر چہوڑتا ہون۔

میرے سوال کا جواب دیتے ہوئے آپ ایک جزو کو چہوڑ گئے کہ وہ وصف اسے حاصل
ہوا یا نہین۔ اور بعد حصول قدیم ہے یا حادث۔ اور نہ ہی محدود اور غیر محدود کے معنے بتلائے
اسلئے دوبارہ اس طرف توجہ دلاتا ہون۔ شالباف کی محکومی کی نسبت میننے پہلے پرچہ مین

عرض کردیا ہے کہ مطلب سے دور لیجانیوالی باتین ہین۔ گو یہ معنی بہی اصل مین صحیح نہین مگر اسی وجہ سے اسے چہوڑتا ہون جو پہلے کہہ چکا۔

آپکا یہ فرمانا کہ سب روحون کی خاصیت ایک سی ہین میری سمجہہ مین نہین آیا آپ ان خاصیتون کی بھی تفصیل فرمادین۔ نیز یہ بھی فرمادین کہ یہ فقرہ میرے کس سوال کے جواب مین کہا ہے۔ نیز یہہ بہی فرمادین کہ جسم لطیف جو روحون کو پہلے جسم کثیف کے تہا وہ انادی تہا یا نوین۔ قدیم یا حادث۔ اور وہ کسی کا دیا ہوا تہا۔ یا اپنا۔ اور اسکے بغیر روح کا رہنا ممکن ہے یا نہین۔ وہ جسم مرکب ہے یا بسیط۔ ثناء اللہ

آریہ ۔ (ج نمبر ۱۲) یہ عبارت صاف نہین کہ پیدایش کے معنون مین میرا اور آپکا تنازع نہین رہا۔ جب مین دلایل سے ثابت کر چکا ہون کہ نیستی سے ہستی نہین ہو سکتی۔ کیا آپ اسکو تسلیم کرتے ہین مفرد سے مرکب بننا جو مینے پیدایش کے معنی کہے ہین اس کو اگر آپنے تسلیم کرلیا تو بڑی خوشی کی بات ہے مگر اس سے آپ یہ نہین کہہ سکتے کہ نیستی سے ہستی ہونے کے یہی معنے ہین۔ آپ کیا اسکو تسلیم کر سکتے ہین کہ کپڑے کی ترکیب کا نام ہی نیستی سے ہستی مین آنا ہے اور اسکے علاوہ نیستی سے ہستی اور کوئی چیز نہین لیکن اگر آپ یہ کہین کہ اس بحث کو کسی اور موقع پر چہوڑا جائے اور اس سے جو نتیجہ پیدا ہونیوالا ہے اس پر ابہی بحث کیجائے تو مین اسکو درست نہین سمجہتا چونکہ بحث اصل مکلوم کے متعلق ہے اسلئے جبتک وہ طے نہ ہو جاوے یہ مناسب نہین کہ دوسرے مسئلون کیطرف جا پڑین وہ وصف جو روح کو حاصل ہوتے ہین اس حاصل ہونیکا نام ہم مکتی رکہتے ہین۔ محدود اور غیر محدود کے متعلق مینے کافی پیچہے کہدیا ہے۔ سب روحون کی خاصیتین ایک ہونیسے مراد یہ ہے کہ روح جو چیز ہے اسکی جو صفات ہین وہ ہر ایک انسان کی روح مین گہٹ سکتی ہین جیسے

اسکو طوالت دینا مناسب نہین لیکن اس کے ضمن مین اتنا کہدینا ضروری سمجھتا ہون کہ اس سے میرا یہ مطلب نہین کہ ہم سب آدمی ایک سے افعال و عادات رکھتے ہین بلکہ صفات عادات وغیرہ کا رکھنا یہ ایک مشترکہ وصف تمام روحون کا بتلانا ہے جسم لطیف کے متعلق چونکہ مین پہلے ہی کافی بتلا چکا ہون اسلئے اُسکو یہان دوہرانا مناسب نہین اور اگر کہین تو پہر دوہرانے کو بھی تیار ہون۔ اب بات یہ ہے کہ اگر پیدایش کے متعلق جسکی وجہ سے آپ روح کو محکوم ملنتے ہین فیصلہ ہوجائے تو بحث آگے چل سکتی ہے ورنہ ادہر اُدہر کی باتون مین پڑکر اصلی مطلب فوت ہوجانیکا احتمال ہے۔ + آتمارام

مولوی۔ (س نمبر ۱۳) نیستی سے ہستی کے معنے جو مینے کیے تھے آپکے معنے اُسکی ایک قسم ہین نہ یہ کہ اسی مین حصر ہے کہ مفرد اجزاء سے ترکیب ہی پیدایش ہے۔ ہان مین اس امر کو مانتا ہون کہ پُرزہ کی ترکیب بہی نیستی سے ہستی ہے یعنی ایک قسم ہے لیکن آپ کا یہ فرمانا کہ اصل بحث محکوم کے متعلق ہے۔ درست نہین اصل بحث تناسخ سے متعلق ہے محکومی تو اُسکی ایک شاخ ہے چونکہ اسی شاخ سے میرے سوالات پیدا ہوئے ہین اسلئے سب بجا اور درست ہین جیسے کہ محکومی تناسخ کی نسبت سے درست اور بجا ہے۔ میرے اس سوال کے جواب مین کہ روح کو وہ وصف حاصل ہوا یا نہین آپنے مکتی (نجات) کا ذکر کیا ہے جسکی کوئی شرح نہ بتلائی اور نہ ہی بتلایا کہ حاصل ہوتی ہے یا نہین۔ محدود و غیر محدود کا ذکر بہی مجھے یاد نہین کہ کس نمبر مین کیا ہے اسلئے مین پہر درخواست کرتا ہون نہ ہی آپنے یہ بتلایا کہ وہ وصف انادی ہے یا نہین (حادث) آپکا یہہ فرمانا کہ روح جو چیز ہے اُسکے جو صفات ہین وہ ہر ایک انسان مین گھٹ سکتے ہین مین نہین سمجھا کہ میرے کس سوال کا جواب ہے۔ میرا سوال تو یہ ہے کہ روح جن خاصیتون مین خدا کی محتاج ہے انکی تفصیل آپ فرمادین۔ آپنے بجائے تفصیل کے مکتی کا

بیان کیا۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ جسم لطیف کے متعلق میرے اس سوال کا
جواب آپنے پہلے ذکر نہین کیا اور نہ ہی اب مرحمت فرمایا جسکی بابت دوبارہ توجہ دلاتا
ہون مفصل آگاہی بخشین ہان آپکا یہ کہنا کہ پیدایش کے متعلق فیصلہ ہولے تو بحث چل
سکتی ہے ورنہ نہین گویا سایل سے اپنی مرضی کے مطابق سوال کرانا ہے جسکو مین پسند
نہین کرتا۔ کیونکہ مین اسپر بحث کا توقف نہین سمجھا اسلیئے آپ مہربانی کرکے میری سوالات
کا مفصل جواب عنایت کرین۔

آریہ (ج نمبر ۱۳) آپکے اس بیان سے ظاہر ہے کہ آپ اس امر کو نہ معلوم کیون صاف
کرنا نہین چاہتے کہ نیستی سے ہستی کے کیا معنی ہین آپنے میرے اس بیان کو کہ
ترکیب کا نام پیدایش ہے ایک قسم کی نیستی سے ہستی مین آنا مانا ہے جو کہ میری خیال مین درست
نہین اسمین کچھہ شک نہین کہ بحث دراصل تناسخ پر ہے اور یہ ایک بڑا امر اہم ہے جسکی اور یہ
اس مسئلہ کے ثابت ہونیکا دارومدار ہے اگر نیستی سے ہستی ثابت ہوجاوے تو پھر تناسخ کی ضرورت
ہی کیون ہے جبتک اسمین نیستی سے ہستی نہین ہوتی اسی حالت مین یہ مسئلہ رہ سکتا ہے کیونکہ مجھے
یاد پڑتا ہے کہ مینے پہلے کسی نمبر مین گذارش کی تھی کہ روح مادہ اور خدا کو ازلی مان کر ہی
اس مسئلہ کو مان سکتے ہین چونکہ نیستی سے ہستی نہین ہوسکتی جن معنون مین کہ مین
پہلے مفصل ذکر کرچکا ہون اسلیئے اس مسئلہ کے برخلاف کوئی اعتراض پیدا نہین ہوسکتا
مینے جو پچھلے سوال مین گذارش کی تھی کہ آپ نیستی سے ہستی کی بابت مفصل فرماویں آپنے اسپر
دھیان نہین کیا مکتی کی تشریح مینے ارادتاً اس خیال سے نہین کی تھی کہ نیا مضمون نہ چھڑ جائے مکتی
کو ہم ایسی حالت (اوستھا) مانتے ہین جسمین روح اس جسم کو چھوڑ کر خدا کے سہارے اسکے آنند کو
ہوگئی ہے جس اوستھا کے بعد وہ پھر بوجہ انادی ہونیکے اپنے انادی کرمون کو بھوگتی

اور کرتا ہوا جسم کثیف کو حاصل کرتی ہے محدود اور غیر محدود کے معنی قلیلہ اور کاملہ کے
لفظون سے سمجھہ مین آسکتے ہین ۔ روح مین خدائی اوصاف کو پانیسے آنند حاصل کرنی
کی صفت ویسی ہی قدرتی ہے جیسے کہ آنکھہ مین دیکھنے کی ۔ مینے پہلے ذکر کیا تہا کہ جو چیز
انادی ہوتی ہے اُسکے گن ۔ کرم ۔ سبہاؤ بہی انادی ہوتے ہین ورنہ چیز کا انادی
ہونا کچھہ معنے نہین رکہتا ۔ روح اس جسم مین موجود ہوتی ہوئی اس مادی دنیا کو بہوگتی
ہے ۔ اِس مادی دنیا کے سارے پدارتھ خدا کے بنائے ہوئے ہین کرمون کا پہل دینا
خدا کا کام ہے ۔ وہ جسم جسمین روح اسوقت ہے اسکو بنانا خدا کا کام ہے ۔ غرضیکہ سب قسم کی
علمی عقلی روحانی جسمانی خوشئین بہگانے کیلئے کرمانوکول (موافق اعمال) ذریعہ دنیا ایشور
کا کام ہے اور اسی وجہ سے یہ اُسکی محتاج ہے ۔ جسم لطیف چونکہ مادی جسم ہے اسلئے یہ روح
کے ساتھ ہر حالتمین رہتا ہے اور یہ جسم بھی کرمون کے مطابق تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے ۔ یہ کہنا
ضروری سمجھتا ہون کہ نیستی ہستی کے سوال کے طے ہونے پر مسٔلہ تناسخ کا فیصلہ ہو سکتا ہے
مین یہہ نہین چاہتا کہ سائل کی آزادی کو چہین لون لیکن مضمون کے متعلق بحث کو محدود
رکھنا ضروری سمجھتا ہون جبتک میرا آپسے اس معاملہ مین قطعی فیصلہ نہو جاوے ۔ کہ آپ نیستی سے
ہستی کے کیا معنے لیتے ہین مین نہین سمجھتا کہ آپ اور سوال کرنیسے تناسخ کا فیصلہ کر سکینگے ۔
مین آپسے دریافت کرنا چاہتا ہون کہ آپ اور کس قسم کی نیستی سے ہستی مین آنا مانتے ہین کیونکہ
بقول آپکے وہ ایک قسم کی نیستی سے ہستی ہے آپ مہربانی کرکے دوسری یا تیسری قسم جو اس
سے بڑھکر اور اقسام کی بھی نیستی سے ہستی کو بیان فرما دیجئے ۔

مولوی ۔ (دس نمبر ۱۴) نہین معلوم میرے سوالات نمبر ۱۲ کو آپ کیون معرض التواء مین ڈالتے جاتے
ہین سارے آپکے مضمون کا خلاصہ قطع نظر اور باتون سے یہ ہے کہ آپ اس مسٔلہ کو نیستی سے ہستی کے

استہو(محال) ہونے پر موقوف سمجھتے ہین اور اسکے تصفیہ کئے بغیر شاید کہ سوالات
کی طرف توجہ نہ لاوین اسلیئے مین آپ کی خاطر تہوڑی دیر کے لئے اسے تسلیم کرلیتا ہون۔
کہ نیستی سے ہستی نہین ہوسکتی۔ پس اب براہ مہربانی اصل بحث کیطرف متوجہ ہون علاوہ
اُن سوالات کے اس سوال کا جواب بہی دین کہ روح مین جو آنند خداوندی حاصل کرنیکی صفت
قدرتی مثل آنکھ کے ہے اسکو کیا معنے ہین۔ کیا قدرت خداوندی نے اُسے یہ صفت بخشی
جیسے کہ آنکھہ کو یا روح کی یہ صفت اپنی ذاتی ہے اور یہ بھی فرمادین کہ روح بغیر کسی جسم کے
کام کرسکتی ہے یا نہین۔

آریہ۔(جواب نمبر ۱۴) آپنے سوال نمبر ۱۲ مین یہہ پوچھا ہے کہ وہ وصف اُسے حاصل ہوا یا
نہین۔ اور بعد حصول انادی ہے۔ وغیرہ۔" اسکا جواب یہ ہے کہ جب روح کے نیک افعال بہت
ہی زیادہ ہون (دکھ کا اتینتا بھاؤ نہین ہوتا) تب اُسکو وہ وصف یعنی ایشوری آنند حاصل
ہوتا ہے اور چونکہ وہ آنند روح کے سانت شبھ کرمون کا پہل یعنی محدود نیک افعال کا نتیجہ ہے
اسلیئے یہ آنند ہمیشہ کیلیئے نہین رہ سکتا۔ جبکہ اس آنند کی اوستھا کا آغاز ہوتا ہے تب اسکا
انتہا ماننا لازم ہے جب روح اس آنند کی اوستھا کو بھوگ لیتی ہے تو وہ پہر رہے سہے کرمون
کے بہوگنے کے لئے جسم کثیف کو پراپت ہوتی ہے۔

محدود اور غیر محدود کے معنے مین نے جواب نمبر ۱۳ مین کہدیئے ہین آپ سوال نمبر ۱۲
مین پوچھتے ہین کہ ہم روح کی خاصیتون کی بابت نہین سمجھے اور ساتھ ہی فرماتے ہین کہ یہہ
فقرہ میرے کس سوال کے جواب مین ہے۔ جناب من وُہ مینے روح کی تعریف کے متعلق کہا تہا جیسا
کوئی کہے کہ روح مدرک بالذات ومتصرف بالآلات ہے تو یہ تعریف سب روحون پر گھٹ
سکتی ہے اگر کوئی کہے کہ سوچنا روح کی صفت ہے تو کیا یہ صفت سب روحون پر نہین گھٹ

سکتی۔ رہا یہہ کہ مینے یہ فقرہ آپکے کس سوال کے جواب مین کہا سو آپ کو یاد ہوگا کہ
آپنے شالبافون کا ذکر کیا تہا اور مینے آپ کی مثال کی غلطی دکھانیکے لئے عرض کی
تہی کہ شالبافی روح کی ذاتی صفت نہین ہو اور اوسی کے ضمن مین مجہے کہنا پڑا تہا کہ ذاتی
صفات سب روحون کی مساوی ہین جسپر آپنے غور سے کام نہین لیا اسلئے جب مین کہون کہ
روح محتاج ہونیکی وجہ سے محکوم پایا جاتا ہے تو اس مین شالباف کی روح بہی آگئی جیسا کوئی کہے
انسان مرنیوالا ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ سب انسان اس مرنے کی صفت مین یکسان
ہین آپ چونکہ سوال نمبر ۱۲ مین روح کی صفات کی تفصیل پوچہتے ہین اسلئے مین عرض کرتا
ہون کہ اچہا کارکہنا (خواہش) دویش کرنا (مخالف سے پرہیز) سکہ دکہ کا سہنا۔
پریتن (کرم) اور گیان وغیرہ روح کی صفات ہین یعنی جب ہم روح کی تعریف کرینگے تو کہین گے
کہ روح وہ چیز ہے جسمین اچہا دویش سکہ دکہ وغیرہ اوصاف پائی جائین۔ اور ان صفات کو
جب مجموعی طور پر سوچین اور ایشور کی صفات کے ساتھ مقابلہ کرین تو ہمین کہنا پڑتا ہے کہ روح
کی صفات ایشور کی صفات کی نسبت محدود یا قلیل ہین آپ جسم لطیف کی نسبت پوچہتے
ہین اگر آپ جواب نمبر ۳ کو ملاحظہ فرماتے تو شاید دوبارہ نہ پوچہتے۔ واضح ہو کہ جسم لطیف
ہر حالت مین روح کے ساتھ رہتا ہے۔ جواب نمبر ۵ مین آپ کی خدمت اقدس
مین گذارش کی تہی کہ روح کا جسم لطیف سے تعلق اب بہی برابر ہے چہوٹا نہین یہ
جسم لطیف ایشور کی طرف سے مطابق اعمال ملتا ہے روح کی ہستی کا دارمدار اس جسم پر نہین
یہ جسم مرکب ہے۔ اس جسم مین تغیر و تبدل ان حالتمین ہوتے ہین جب روح جسم کثیف سے ملبوس ہوتی
ہے۔ اور جسم کثیف کو چہوڑنیکے بعد جس حالت مین جسم لطیف ہو پہر اسی مین رہتی ہو اسکے متعلق
آپ جواب نمبر ۱۳ مین بہی دیکہہ سکتی ہین۔ آپ سوال نمبر ۱۳ مین پوچہتے ہین کہ روح کی یہ صفت

کیسی ہے۔ میںنے تمثیل سے عرض کی تہی کہ جیسے آنکھہ مین دیکھنے کی طاقت قدرتی ہے

ویسے ہی روح مین آنند یا سکھہ پانے کی یہ ایک صفت بھی ہے آپ پوچھتے ہین کہ روح بغیر

جسم کے بھی کرم کرسکتی ہے یا نہین اسکا جواب یہ ہے کہ نہین کرسکتی -+ آتمارام۔

مولوی (س نمبر ۱۵) آپ فرماتے ہین کہ روح بغیر جسم کے کام نہین کرسکتی اور ساتھہ ہی

یہ فرماتے ہین کہ جسم لطیف اعمال کے مطابق ملتا ہے اور ساتھہ ہی اسکے یہ بھی فرماتے

ہین کہ یہ جسم مرکب ہے جو ضرور بالضرور نوین اور حادث ہوگا چنانچہ آپ بھی اسپر روح کی

ہستی کا دارمدار نہین مانتے ہین ان تینون کلامون اور فقرون مین اختلاف ہے جب کہ

جسم لطیف روح کیلئے حادث ہے تو اُس سے پہلے وہ بے جسم ہوگی جب بے جسم تہی تو

بموجب آپکے اخیری قول کے کہ روح بغیر جسم کے کرم نہین کرسکتی کوئی کرم اُس نے

نہ کیا ہوگا جب کوئی کرم نہین تو اُسکو جسم لطیف یا کوئی دوسرا جسم کس کے عوض مین ملا۔

پس میرے سوال کا خلاصہ اب یہ ہے کہ جب تمام اجسام خواہ لطیف ہون یا کثیف نوین

اور حادث ہین تو ضرور اس سے پہلے روح جو بقول آپکے انادی (قدیم) ہے بغیر کسی جسم کے

ہوگی اور وہ اس حالت مین بقول آپکے جب کوئی کام نیک و بد نہین کرسکتی تو اسکا

کسی جسم سے بھی تعلق نہین ہوسکتا پس وہی سوال لوٹ آیا کہ خدا نے ابتدا مین کونسا

جسم دیا تہا جو ابھی تک حل نہین ہوا۔

آریہ۔ (جواب نمبر ۱۵) روح بغیر جسم کے کرم نہین کرسکتی۔ اس سے مراد جسم کثیف کی تہی یعنی

بغیر جسم کثیف کے حاصل ہوئے ہم کرمون کو ظاہر ہوتے ہوئے نہین دیکھہ سکتے اس لئے

کہتے ہین کہ وہ کرم نہین کرتی اگر مین اس وقت کسی چیز کو نہین پکڑ رہا تو اس سے یہ مراد نہین کہ

میرے ہاتھہ مین چیز کے پکڑنے کی طاقت نہین۔ مگر جبتک مین چیز کو نہ پکڑون تب تک

یہ نہین کہا جا سکتا کہ مین کام کر رہا ہون - اسی تحریر مین مینے عرض کی ہے کہ روح کی
ایک صفت پر تین یعنے کرم کرنیکی ہے تو اس سے سمجھ سکتی ہین کہ روح کرم کرنے کی
طاقت رکھتی ہوتی تو اس طاقت کا اظہار جسکو کہ ہم موٹے طور پر فعل کا کرنا کہتے ہین بدون
جسم کثیف کے نہین کر سکتی جسم کثیف اوزار ہے نہ کہ کام کرانے کا باعث ہے جو شاید
آپنے لئے ہین - جسم لطیف کی بابت جو مینے عرض کی کہ اعمال کے مطابق ملتا
ہے وہ بھی ایک ذریعہ افعال کرنیکا اور جسم کثیف کے ساتھ ملکر کام کرنے کا ہے مگر وہ بھی
باعث کرم نہین روح کی ذات مین کرم کرنیکی طاقت ہے جیسی کہ پہلے عرض کیگئی ہے مین نہین
سمجھتا کہ اس جسم لطیف کے مرکب ہونے سے کیا نقص قایم ہوتا ہے اور نہ ہی سمجھ مین
آتا ہے کہ کیونکر اختلاف ہی - ابدی کرم کرنے والی روح کے لئے ذریعے بھی ابدیت سے چلے
آتے ہین - پس ہم کبھی یہہ نہین کہہ سکتے کہ جسم روح کو کرم کرانے کے لیئے دیا گیا بلکہ وہ
طاقت جو روح مین کرم کرنے کی انادی ہے اسکو پورا کرنے کا آلہ ہے ابدیت سے ہی آلہ
بنایا گیا ہے روح اور مادہ کو ہمیشہ مانتے ہوئے یہ ہم کبھی نہین کہہ سکتے کہ کون کس سے
پہلے ہے اور کون کسی کے پیچھے بلکہ جیسے دو متوازی خطوط ہون ویسے ہی سمجھنا چاہیے -
اُس حالت مین پہلے پچھلے کا سوال آ سکتا ہے جبکہ اُسکے ساتھ مادہ انادی نہ ہو اور وہ
جو پرلے کی حالت ہے جسکی بابت مین پہلے بھی رات کی مثال سی عرض کر چکا ہون - اس کے
بعد اور اس سی پہلے بھی روح یعنی ہمیشہ سے کام کرتی چلی آئی اور ہمیشہ سی جسم لیتی رہی ہر
ایک دایرے کا ہم کبھی آغاز اور انتہا نہین کہہ سکتے - ٹھیک اسیطرح سے انادی روح انادی
مادہ اور انادی خدا ہونے کی حالت مین آپکا اعتراض ٹھہر نہین سکتا - آتمارام -

مولوی (سوال نمبر ۱۶) جو معنے آپنے لئے ہین وہی مینے بھی سمجھے تھے کہ جسم ایک آلہ ہے نہ کہ

باعثِ کام مین یہ بہی تسلیم کرتا ہون کہ روح مین کرم کرنیکا وصف ہے میرے خیال مین
آپنے اس پرچہ مین میرے سوال کو زیادہ تقویت بخشی جسکا مین شکرگذار ہون۔
وہ یہہ کہ جب بغیر جسم کثیف کے (جسکو آپ آلہ کرم مانتے ہین) روح کرم نہین کرسکتی
جیسے کہ درزی بغیر سوئی کے سی نہین سکتا گو اُس مین سینے کی طاقت ہی یا کوئی
بہادر آدمی بغیر تلوار کے لڑ نہین سکتا۔ گو اُسے لڑنے کا ڈہب ہے تو ضرور آپکو ماننا
ہوگا کہ اس جسم سے پہلے روح کے کرم نہ تہے۔ پس یہہ جسم کرمون کے مطابق نہ ہوا۔
ہان اگر آپ روحکو بغیر کسی کام کئے صرف اُسکی طاقت پر سزا دینا چاہتے ہین
تو آپ کا اختیار لیکن مین نیتانندجی کا قول ضرور پیش کرونگا کہ بغیر ظہور جرم کے سزا
دینا انصاف سے بعید ہے۔

پہر آپکا بار بار اس امر پر زور دینا کہ روح اور مادہ چونکہ اَنادی (قدیم) ہین اسلئے
کوئی سوال وارد نہین ہوسکتا۔ مین نہین سمجہہ سکتا کہ جسم کی گفتگو مین مادہ کے پیش
کرنے سے آپ کیونکر بچ سکتے ہین مادہ ایک شئ اور ہے جسم اور۔ مادہ پرمانون
(اجزاء) کا نام ہے جن سے جسم مرکب ہوتا ہے جو بوجہ اپنے مرکب ہونے کے ضرور ہے
کہ مادہ کے مساوی قدیم نہ ہو ورنہ علاوہ تین انادیوں (خدا اور روح اور مادہ) کے
چوتہا جسم بہی انادی ہوگا جو پرمانون کا بنا ہوا ہے پس آپکا یہہ کہنا کہ جسم روح کی طاقت
کے پورا کرنے کا قدیم سے آلہ بنایا گیا ہے میرے خیال مین مادہ اور جسم
مین فرق نہ کرنے پر مبنی ہے جو کسی طرح صحیح نہین۔ پس مین بڑی جرأت سے دو منٹ
کے لئے جیسے کہ ہستی سی ہستی کا محال ہونا فرض کرلیا ہے ایسے ہی مادہ کو بہی مان
لیتا ہون لیکن جسم اور مادہ مین فرق ضرور ہے۔ پس جو جسم روح کیلئے آپ تجویز

کرینگے اُسی پر یہہ اعتراض ہوگا کہ کس کام کے بدلے مین ملا- ثناءاللہ

آریہ درجواب نمبر(۱۶) مین حیران ہون کہ یہ کوئی کس طرح مان سکتا ہے کہ اس جسم کے لئے روح کے کوئی کرم نہ تھے جبکہ جسم کرمون کا آلہ ہے اور کرمون کے مطابق ملتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس جسم کے ملنے سے پہلے کرم تھے جنکے باعث یہ جسم ملا اور اگر بقول آپ کے کرم نہ ہوتے تو پھر کیا وجہ کہ سب آدمیون اور حیوانات کے جسم ایک سے نہین- اختلاف کی وجہ کیا ہے اس جسم کا اختلاف سے ملنا ثابت کر رہا ہے کہ پہلے روح نے کسی اور ایسے ہی جسم کے ساتھ کرم کئے تھے اگر پہلے کسی جسم کے ذریعہ روح نے کرم کئے ہوتے تو یہ جسم ہی کیونکر ملتا- اب ایک آدمی مان کے پیٹ سے اندھا پیدا ہوتا ہے اور ایک حواس صحیح و سالم لیکر نکلتا ہے تو کیا وجہ کہ عادل خدا نے ایک کو آرام کے ذریعہ اور دوسرے کو تکلیف کے ذریعہ مہیا کر دیئے اس سے کوئی بھی ذی عقل انکار نہین کرسکتا کیا اندھے اور آنکھ والے کی حالت یکسان ہے- پس جو برہمچاری نیتا نند جی نے کہا تھا کہ بغیر جرم کے سزا دینا انصاف سے بعید ہے بالکل درست ہے اس جسم کو دیکھکر ہی ہم کہہ سکتے ہین کہ یہ جسم سزا اور جزا بھگتانے کے لئے دیئے گئے ہین ورنہ سب جسمون کی حالت مساوی اور سب کو آرام یکسان ہوتا ہے- آگے جو آپنے لفظی بحث پر زور دیا ہے مین اسکا طویل جواب دینا مناسب نہین سمجھتا صرف یہ کہنا ضروری ہو کہ اس جگہ مینے جسم کے باعث مادہ کو ابدی ذریعہ ٹھہرایا تھا ورنہ یہ بات نہین تھی جو کہ لفظی کھینچ تان سے آپنے فرمائی تھی مادی کو اگر آپ ابادی مان لین تو بہت اچھی بات ہے اس سے یہ اچھی طرح سے خیال مین آسکتا ہے کہ وہ روح جو ہمیشہ سے کام کرنے کی طاقت رکھتی اور کرتی ہے اسکو ہمیشہ سے ہی مادی آلہ بہم پہونچ سکتا ہے اگر جیسے کہ مین پہلے بھی عرض کر چکا ہون کہ دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن آتا ہے

اسی طرح سے پرلے کے بعد سرشٹی جسمین کہ جسم کثیف ملتا ہے اور سرشٹی کے بعد پرلے بغیر کسی ابتدا کے ہمیشہ ہو رہی ہے اسواسطے انادی کے دور مین پھر مین بڑے ادب سے کہونگا کہ آپ کس طرح سے کس کرم کو پہلے کہہ سکتی ہین ۔

انادی وہ چیز ہوتی ہے کہ جسکا آغاز اور انتہا نہ ہو۔ انادی کام کرنے والی طاقت کے متعلق کبھی یہ اعتراض بن نہین سکتا کہ اس سے پہلے اور پیچھے کوئی چیز کس طرح ہو سکتی ہے جسمون کو شاستر دن مین پرواہ سے انادی مانتے ہین جس کے معنے مینے دن رات کی مثال سے عرض کئے۔ مگر اس دن رات کی مثال مین اتنی زیادتی کے سمجھنا چاہیئے کہ یہ دن رات انادی ہے ۔ آتمارام

مولوی رس نمبر ۱۔ پہلے تو مین اس سے نادم ہون کہ آپنے میری تحریر کو لفظی کھینچ تان فرمایا حالانکہ مین اپنے جی مین ابتدا سے اسے حرکت مجرمانہ سمجھتا رہا لیکن نہین معلوم آپنے کیونکر یہ کہدیا۔

میرے سوال کے دو مقدمہ ہین آپنے دونون کو غور سے نہین دیکھا ایک تو یہ کہ جسم خواہ لطیف ہون یا کثیف حادث ہین۔ دوسرا یہ کہ جسم روح کو مطابق کامون کے ملتا ہے جسکے معنی مین یہ سمجھتا ہون اور غالباً ہر ایک یہی سمجھیگا کہ جیسے اسکے کام ہین ویسا ہی ملتا ہے چنانچہ آپکی پر زور تقریر انادی ہے او سوانکے کے متعلق بھی یہی جتلا رہی ہے تو پس روح کو جو جسم بطور آلہ ملا تھا جو اسکو مطابق کامون کے ملتا تھا ابتدا مین کون سے کامون کے بدلہ مین ملا تھا جسم کے ملنے پر ابتدا مین اسلیئے بولتا ہون کہ جسم بوجہ اپنے مرکب ہونے کے تو یقین حادث ہے پس ضرور ہے کہ اسکے لئے ایسا وقت ہو کہ اس سے پہلے نہ ہو جب کل اجسام اس قسم کے ہین کہ ان کے لئے کوئی ابتدا ضرور ہے پس جسم روح کو

یہ جسم مرکب ملا تہا کون سے کام کے بدلہ مین ملا تہا اگر آپ فرماوین کہ اُس سے پہلے کام
کے بدلہ مین تو مین سب سے پہلے جسم پر سوال کرون گا کہ وہ کس کرم کے بدلہ مین تہا ہو گا
جیسا کہ مین پہلے کہہ چکا ہون سب اجسام نوین ہین تو ضرور ہے کہ جیسی انکی پیدایش
کی ابتدا ہے روحون کو اُنکے ملنے کی بہی ساتہہ ہی ہو پس اُسیوقت ابتدا پر سوال وارد
کرونگا - ہان آپکا اندہے مادرزاد اور سوانکہے کو متعلق فرمانا کہ وہ کس وجہ سے ہے بیشک قابل
غور ہے ایسی ہی ہین اور آپ چنے کو بیٹہے ہین اگر یہہ سوالات اُٹھ جاینگے تو یہ بہی ٹہیک ہو جایگا
ورنہ یہ وجہ جو آپنے اسکے لئے بیان کی ہو بالکل اوسی کی طرح ہی جیسے کوئی شخص کسی کو
رات کے وقت چلتا ہوا دیکہہ کر یہ سمجہہ لے کہ چونکہ اس وقت لوگون کے کاروبار بند ہین کام والا
آدمی تو کوئی نہین پہرتا - پس یہ جو اسوقت پہرتا ہے ضرور چور ہی لیکن جیسا کہ مین اُس شخص کی
رائے سے متفق نہونگا آپسے بہی نہین جبتک سوالات مذکورہ نہ اُٹھ جائین - ثناء اللہ

آریہ - (جواب نمبر ۱۷) اگر کوئی شخص امرتسر کی کیڑیئین گننے لگے اور بعد گن لینے کے
امرتسر کی تحصیلون کی گننی شروع کردے اور بعد ازان لاہور کی اور اس سے گذر کر
پنجاب کی اور پہر ہندوستان کی - ہندوستان کے بعد ایشیا کی اور پہر کل دنیا کی تو کیا
وہ گن سکتا ہے دنیا کی کیڑیون کی تعداد اگر کوئی نہ گن سکے تو کیا اس سے بے تعداد کیڑیون
کی ہستی مین فرق آسکتا ہے - البتہ انسان کیڑیون کی تعداد کو خود نہ گن سکنے کی حالت مین
اگر یہہ کہہ دے کہ جتنی کیڑیان مین گن سکتا ہون اتنی ہی موجود ہین باقی نہین تو اسکی بات کون
مانے گا - مگر دوسرے بہی جو بے تعداد کیڑیون کے قایل ہین وہ سوائے بے تعداد کے
اور کیا کہہ سکتے ہین - یہی نہین بلکہ آسمان کے تارے دنیا کے درخت آبی مخلوقات
گہاس کے تنکے بارش کی بوندین اور ریت کے ذرے غرضکہ کاینات کے بیشمار پدارتہ

اپنگیہ انسان کی طاقت سے گنے جانیسے باہر ہین۔ اور اسیواسطے انسان انکو اتہاہ
اننت کہتا ہے ٹھیک اسیطرح دنوں اور برسوں کو گنتے ہوئے جب ہم آگے
آگے اور آگے اور آگے بڑہتے چلے جائین تو ہمین ضرور زمانہ کو انادی کہنا پڑتا ہے
لیکن اگر کوئی کہے کہ چونکہ مین کل زمانہ کے برسون کی تعداد گن نہین سکتا اسلیے ان کا تعداد
برسون سے ہی منکر ہوجاؤن تو ٹھیک نہین ہوگا بلکہ ان کو اننت مانکر ہماری تسلی ہوجاتی ہے
اسی طرح وقت کو انادی مانکر تسلی کرنی چاہیئے۔ اگر کوئی انادی کال کا ابتدا تصور کر بیٹھے
تو اس سے اصل مطلب انادی کال کا گم ہوجاتا ہے اس لیے جب کہ مین کہتا ہون
کہ سرشٹی (پیدائش) پرواہ سے انادی ہے تو اوسکے یہ معنی ہین کہ شکل اس دن رات
کے چکر کے۔ ہے جو انادی کال سے چلا آرہا ہے۔ اور کبھی ختم نہ ہوگا۔ مہربانی کرکے
اس بات کو زیادہ ہی غور سے سوچیے۔

(ب) دنیا کے لاثانی فاضل اس بات کو تسلیم کرتے ہین کہ دنیا مین خدا نے کوئی بھی ذرہ
ناکارہ اور بے فایدہ نہین بنایا۔ ہر ایک چیز کسی مطلب کو پورا کرنیکے لیئے بنائی گئی ہے
جب یہ بات ہے تو مین پوچھتا ہون انسانی جسم جسکو زمانہ حال کے علما خوبیون اور کمال کا
نمونہ بتلاتے رہے ہین کیا یون ہی اتفاق سے انسان کو ملگیا۔ اتفاق اہل عقل کے نزدیک
کوئی چیز نہین ہے۔ ہر ایک چیز علت و معلول کے سلسلہ سے بندھی ہوئی ہے اور اگر یونہی
ملگیا تو کیا وجہ کہ سب انسانون کو مساوی جسم کیون نہین ملے۔ یہ جسم جو کہ سکھ دکھ بھوگنے کیلئے
ملے ہین اس عادل خدا نے کیون ہر ایک کو مختلف دیئے۔

مولوی صاحب! اسکے علاوہ آپ اس عمل کو جو کہ تحریر اقلیدس مین اسکے لاثانی
مصنف نے استعمال کیا ہے استعمال مین لائین تو بھی اس مسئلہ کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ واضح رہے کہ اقلیدس مین

جب یہ ثابت کرنا ہوتا ہے کہ مثلث کا فلان ضلع فلان ضلع سے بڑا ہے تو اسکو
اس طرح سے بھی ثابت کرتے ہین کہ اگر بڑا نہین تو برابر مان لین اور جب برابر ماننے
پر علوم متعارفہ یعنے مانے ہوئے اصول مین نقص آنے لگے تو کہتے ہیں کہ یہ برابر
نہیں ہو سکتا۔ پھر اُس سے اسکو چھوٹا مان لیا جاتا ہے۔ اور جب اس طرح پر بھی نقص
وارد ہو تو ماننا پڑتا ہے کہ یہہ ضلع نہ چھوٹا ہے نہ برابر اسلئے کچھ نہین ہو سکتا سوائے
اسکے کہ بڑا ہو اور اسی سے بڑا ہونا ثابت کر لیتے ہین۔ اس وقت آپ اور مین دونو
بطور علوم متعارفہ کے مان رہے ہین کہ خدا عادل ہے اور ساتھ ہی دیکھ رہے ہیں کہ
انسان کو مختلف اجسام سکھ دکھ کے لئے دیئے گئے ہین جب خدا عادل ہے تو یہہ
اختلاف کیون ہین اسکے دو ہی حل ہو سکتے ہین۔ اول تو یہ کہ خدا کی مرضی جس کو
جو چاہے سو دے۔ مگر یہ حل تسلی بخش نہین اس سے اُسکے عادل ہونے مین نقص* وارد
ہوتا ہے جسکو مفصل بیان کرنے کی ضرورت نہین۔ دوم یہ جیو کرم کرنے مین
مختار ہین اور اُن کے کرمون کے مطابق یہ جسم دیئے گئے ہین۔ اس حالت مین عقدہ
بھی حل ہو جاتا ہے اور خدا بھی عادل ٹھہرتا ہے اسکے علاوہ آپ اگر کوئی اور حل پیش
کرین تو مین اُس پر بھی غور کرنے کو تیار ہون۔ ممکن ہے کہ آپ یہ بھی کہین کہ ہم جسم کا ابتدا
ضرور پوچھینگے۔ اسلئے مین مفصل عرض کر دیتا ہون کہ جس طرح آج سورج چڑھا آج کے دن کا
آغاز ہوا۔ مگر رات کے وقفہ کے بعد سورج کل پھر چڑھیگا اور بیشمار دنون سے سورج اسی طرح
چڑھتا رہا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ چونکہ جسم کا آغاز ہے اسی طرح انتہا بھی ہے تو مین مانونگا
اور اگر اس سے وہ یہ ثابت کرے کہ بس جسم کبھی نہین ملیگا اور یہہ پہلے کبھی نہین تہا
تو مین کسطرح مان لون کیونکہ سب جانتے ہین کہ آج سورج چڑھا اور شام کو غروب ہوا کیا پھر آغاز نہ کہینے

* نقص یہ آتا ہے کہ خدا کو حکیم نہ مانا جائے شاید آریہ خدا کو حکیم نہین مانتے۔ ۱۲ منشی۔

والا سورج کل نہین چڑہے گا یا کیا آج سے پیشتر سورج بے تعداد بار نہین چڑہ چکا - اور مثال لیجیئے - مین نے گھڑی کو چابی دی اور چومیس گھنٹون کے بعد گھڑی کی پرزی ڈہیلے ہو گئے اور چابی ختم ہو گئی تو کیا پہر مین گھڑی کو چابی نہین دیسکتا جبکہ پرزے گھڑی کے موجود ہین تو برسون گھڑی کو چابی دیسکتے ہین جبکہ مادہ روح انادی ہین تو جسم پرواہ سے انادی ہین - تو مین نہین سمجہا کہ کیا دوش آتا ہی - پرواہ سے انادی کی مثال اور لیجیے صبح آپنے روٹی کھائی شام کو بہوک لگی تو کیا آپ پہر روٹی نہین کہا ٔین گے اور کیا جو کام حادث ہوتا ہے اسکا دورہ نہین ہوتا ہم روز کھاتے روز پڑہتے روز کپڑے پہنتے ہین تو کیا جسم جو مانند کپڑے کے ہی اُسکو اتار کر دوسرے جسم کا لباس پہننا انادی روح کے لئے پرواہ سے انادی کیون نہین مانتے - سرشٹی کے بعد پرلے پرلے کی بعد سرشٹی مثل ایک انادی چکر کے آرہی ہی - اس حالت مین ہمین ماننا پڑے گا کہ انادی جیو پرواہ سے انادی جسمون کی دہارن کرتا ہوا چلا آرہا ہی اور چلا جائیگا البتہ کوئی یہ کہے کہ یہہ بیان آسانی سے سمجہہ مین نہین آتا تو مین نے اوپر ہی عرض کر دی کہ کل تارے یا کیڑے ہم گن نہین سکتے تو کیا پہر تارون کی ہستی سے منکر ہو جانا درست ہی نہین بلکہ انہین بیشمار کہنا پڑتا ہے ٹہیک اسیطرح اگر ہم اس پرواہ کو گن نہ سکین تو کیا اسکو انادی سمجہکر تسلی پانا معقولیت کی بات نہین - + تمام شد -

(یادداشت) اس پرچہ کا جواب اُسی وقت دیا گیا تہا مگر ماسٹر صاحب نے کہا کہ اسکی نقل کر کے مع جواب آپ کو دیا جائیگا جسکے بعد آجتک ہم منتظر رہی باوجود بار بار یاد دلانے کے بہی ماسٹر صاحب نے کچھ بھی عنایت نہ کیا - اس پرچہ کا مختصر مضمون یہ تہا :-

آپکی کیڑے شماری سے افسوس ہے مجہے تو کچھہ فائدہ نہ ہوا میرا سوال تو جسم کے حدوث پر

پر ہے جسکی طرف آپنے ذرہ بہر توجہ نہین کی۔ ہان آپکا اصول اقلیدس بیشک قابل تسلیم ہے اور مجھے ہر طرح مفید ہے۔ مثلاً اگر تناسخ کے ماننے والون کے قول پر جسم کو اعمال سابقہ کا نتیجہ جانین اور ساتھ ہی یہہ بہی مان لین کہ روح بغیر جسم کے عمل نہین کر سکتی۔ تو ضرور ماننا پڑیگا کہ دنیا کا سلسلہ ہی نہ ہوتا حالانکہ ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ جسم کسی کام کے بدلہ مین نہین ہے پس آپ جبتک اس سوال کو نہ اٹھائینگے کہ جسم مرکب جو حادث ہے ابتدا مین روح کو کیسے ملا تہا جسے مین اپنی سمجھہ مین لاحل جانتا ہون مسئلہ حل نہین سکتا۔ تناسخ

جہانتک ہم نے دیکھا اور سوچا ہے آریون کے سر دفتر یہی ایک دلیل ہے جسکا ثبوت ماسٹر آتمارام صاحب اور ڈاکٹر سنگت رام صاحب سے طلب کیا گیا جنکے جوابات ناظرین کی نظر سے گذر چکے ہین کہ دونوں صاحبون نے بہت کچھ کہا پر یتہ کی ایک بہی نہین بتلائی جس سے اس دلیل کی قوت خوب ظاہر ہو چکی ہے یقین ہے کہ اگر کوئی آریہ ہمارے سوالات کو سمجہہ لیگا تو (بشرط انصاف) کبھی اس دلیل کو پیش کرنیکی جرأت نہ کریگا۔

اس دلیل عقلی (یا ویدون کی نقلی) کے علاوہ بعض خوش فہم بعض آیات قرآنی اور بعض مقامات بائیبل کو بہی تناسخ متنازعہ کے ثبوت مین پیش کیا کرتے ہین چنانچہ پنڈت لیکھرام نے بہی اپنے رسالہ ثبوت تناسخ مین آیات مذکورہ ذیل سے استدلال کر کے بزعم خود تناسخ کا ثبوت دیا ہے۔

(۱) ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین۔ (بقرہ)

(۲) فلما عتوا عما نھوا عنہ قلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین۔ (اعراف)

(۳) قل ھل انبئکم بشر من ذلک مثوبۃ عند اللہ من لعنہ اللہ وغضب علیہ وجعل منھم

القردة والخنازير۔ (مائدہ)

(۴) واذ اخذ ربك من بنی آدم من ظهورهم ذريتهم واشهدهم على انفسهم الست بربكم قالوا بلى۔ (اعراف)

(۵) ولا تحسبن الذين قتلوا فی سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم (اعراف)

(۶) نحن خلقنهم وشددنا اسرهم واذا شئنا بدلنا امثالهم تبديلا۔ (دهر)

(۷) يوم ينفخ فی الصور فتاتون افواجا۔ (انبياء)

(۸) فاخرج منها انك من الصاغرين۔ (اعراف)

(۹) ويقولون سبعة وثامنهم كلبهم (كهف)

(۱۰) كلما نضجت جلودهم بدلنهم جلودا غيرها ليذوقوا العذاب۔ (نساء)

(۱۱) كيف تكفرون بالله وكنتم امواتا۔ (بقرہ)

(۱۲) ببابل هاروت وماروت۔ (بقرہ)

(۱۳) نحن قدرنا بينكم الموت وما نحن بمسبوقين۔ (الواقعہ)

(۱۴) وما من دابة فی الارض ولا طائر يطير بجناحيه الا امم امثالكم۔

(۱۵) ان الصفا والمروة من شعائر الله۔

پہلے مطلب بتلانے ان آیات قرآنی کے بغرض توضیح تناسخ تنازع کے معنی بیان کرنے بھی ضروری ہین۔

واضح رہے کہ تناسخ جسے ہندی مین پنر جنم اور آواگون بھی کہتے ہین یہ ہی کہ روح بعد چھوڑنے اس جسم کے کہ جس مین وہ اب ہے کسی ایسے جسم مین چلی جاوے جو جب دستور ماں کے پیٹ یا انڈے کے اندر طیار ہوا ہو۔ جس کو دوسرے لفظون مین تناسخ

تو الد بھی کہتے ہین یہ ہے آریون کا دعوے جسپر آیات متذکرہ بالا پیش کرتے ہین اب ہم اُن آیات موصوفہ کا صاف مطلب بتلاتے ہین۔

(واضح رہے کہ بائبل کے مقامات کا جواب گو ہمارے ذمہ نہین تاہم ہماری تقریر سے اُن مقامات کا جواب بھی آجائیگا جس کے لئے دونو فریق (آریون اور عیسائیون) کو ہمارا مشکور ہونا چاہیے۔ آریون کو تو اسلیے کہ اُنکے شبہات دور ہوگئے۔ عیسائیون کو اسلئے کہ اُنکی طرف سے ہم نے جواب دیکر اونکو سبکدوش کیا اور اُنکی طرح نہین کیا کہ تکذیب براہین مین مسلمانون کے مقابل تمام انبیاء علیہم السلام کو گالیان سُنکر بھی آریون کی مدح سرائی کرتے تھے۔ (دیکھو اخبار نور افشان)۔

پہلے جواب دینے اور مطلب بتلانے ان آیات کے یہ بتلانا بھی ضروری ہے کہ ہر ایک کلام کے معنی وہی صحیح ہوتے ہین جو متکلم کے منشاء کے مطابق ہون اور اگر کسی کلام کے ایسے معنی ہون جو متکلم اُسکو صحیح نہ جانتا ہو گو اپنی کھینچ تان سے ہم اُن کو سیدھا ہی کہین مگر حقیقت مین سیدھے نہین ہونگے کیونکہ متکلم ان معنی سے انکاری ہے۔ یہ اصول سب اہل زبان کا مسلم ہے۔ پنڈت دیانند بھی ست ارتھ مین اسے مانتے ہین بلکہ اسکے منوانے پر زور دیتے ہین۔ پس بعد اس تمہید کے اجمالی جواب ان آیات سے یہ ہے کہ چونکہ متکلم قرآن (یا یون کہیے کہ خدا) کو ناسخ سے انکار ہے کیونکہ اُسنے جزا و سزا کا جو طریق بتلایا ہے کسی سے مخفی نہین متکلم قرآن کتے بلے کی جون کو ہرگز سزا نہین بتلاتا بلکہ نالایقون اور مجرمون کے لئے وہ جہنم کا رستہ کھولتا ہے تو پس آپ (یا منصف مزاج آپ کے بھائی) سمجھ سکتے ہین کہ جس متکلم نے ناسخ سے صاف اور واضح الفاظ مین انکار کیا ہو اوسی کے کلام سے ناسخ کا ثبوت نکالنا کہان تک ریت کے تیل اور دُمدار آدمی اور سینگ دار گدھے کے مشابہ ہوگا۔

اب تفصیلی جواب بھی سُنیئے۔ پہلی دوسری اور تیسری آیت کا مطلب بالکل
واضح ہے (اگر اُنکے ظاہری معنے بھی لیئے جائین) کہ بعض نالایقون کی شکل کو خدا نے
اسی زندگی مین آدمی سے بندر کی شکل مین مبدل کر دیا اس واقع کو تناسخ سے کوئی علاقہ نہین۔
تناسخ تو یہ ہو کہ روح بعد چھوڑنے اس بدن کے کسی ایسے بدن مین جو موافق قاعدہ مان کے پیٹ یا انڈے کے
اندر طیار ہوا ہو داخل ہو جیسی ہم نے پہلی تفصیل کی ہے۔ ہان اگر اسکو بھی آریہ تناسخ کہتے ہین
تو یہ ویسا ہی کہ اپنی بیوی کا نام ملکہ رکھ لینا جسے کوئی دوسرا نہ مانیگا۔ چوتھی آیت کا مطلب
یہ ہے کہ خدا نے ابتدائے پیدایش مین تمام بنی آدم کی روحون کو موجود کر کے اپنی ربوبیت
کا اقرار لیا اور اس اقرار کو اُنکی طبیعت مین ودیعت کر دیا یہی وجہ ہے کہ اگر آدمی کو بد صحبت نہ بچ
تو ضرور خدا کی ربوبیت کا قایل ہوتا ہے۔ بھلا اسکو تناسخ سے کیا علاقہ ؟ -

پانچوین آیت کا مطلب بھی صرف اتنا ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ مین مرتے ہین چونکہ
اُنکو اصل غرض زندگی کی جو نجات ہے حاصل ہو چکی ہے اسلیئے اُنکو مردہ سمجھنا چاہیئے بلکہ وہ خدا کے
نزدیک زندہ ہین۔ بھلا اسے تناسخ سے کیا مطلب -

چھٹی آیت کا مطلب بھی صرف اتنا ہی صحیح ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ ہم نے ان کافرونکو
(جو قیامت کے ہونے سے اسوجہ سے منکر ہین کہ خدا اتنی بڑی مخلوق کو کیونکر جمع کریگا)
پیدا کیا ہے اور جب چاہین گے انکی تبدیل اشکال کر دینگے اور مٹی مین ملا دین گے اور
پھر اُسی سے اوٹھا دینگے۔ اسکو بھی تناسخ سے کیا تعلق -

ساتوین آیت کا مطلب بھی بالکل واضح ہے بلکہ مکذب کے سارے تانے بانے کو توڑتا
ہے خدا فرماتا ہے جس دن قیامت کے لیئے پکار اور آواز کیجائے گی اُس دن تم جماعت
جماعت ہو کر سب حاضر ہو جاوگے اسکو تناسخ سے کیا مطلب۔ معلوم ہوا کہ قرآن شریف نے جزا سزا

کے لئے روز قیامت مقرر کیا ہے نہ کہ کتون اور سور دان کی جونین۔

آٹھوین آیت کا مطلب صرف اتنا ہو کہ شیطان نے جب نافرمانی کی تو اُسے حکم ہوا کہ تو اس جگہ سے نکل جا کیونکہ تو بوجہ اپنی بدکاری کے ذلیل ہو چکا ہے اسسے بہی تناسخ سے کیا علاقہ۔

نوین آیت کا مطلب بہی اصحاب کہف کا قصہ ہو کہ چند آدمی جو بوجہ اپنی دینداری اور توحید باری کے مخلوق سے تنگ آکر ایک پہاڑ کی غار مین جا چہپے تہے جب وہ چلے تو اُنکے ساتھ ایک کتا بہی چلا۔ پہر اُنکی تعداد مین اہل کتاب باہم مختلف تہے اُنکی بابت خدا فرماتا ہے کہ بعض کہتے ہین وہ آدمی چہہ اور سات تہے اور کتا اُن مین آٹھوان۔ اسی بھلا تناسخ سے کیا علاقہ۔

دسوین آیت بھی بالکل واضح ہے اور تناسخ کی جڑ کاٹ رہی ہو جسکا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن جب کافرون اور مکذبون کو آگ جلاوے گی تو ان کے جلے ہوئے چمڑون کے بجائے اُن کو اچہا چمڑا دیا جائیگا تاکہ پہر جلین اس سے تو بالکل ہی تناسخ ثابت و مبرہن ہو گیا کہ خدا نے جنا سزا کے لئے کتے بلون کی جونون کو تجویز نہین کیا بلکہ قیامت کے عذاب کو۔ دیکہو بغور

گیارہوین آیت کا صرف اتنا مطلب ہے کہ خدا فرماتا ہے۔ تم اسے مشرکو! اور ناستکو! (دہریو!) خدا سے کیطرح منکر ہوتے ہو حالانکہ تم پہلے بیجان (یعنی مٹی یا منی کی بوند) تہو پہر تمکو خدا نے پیدا کیا اسسے بہی تناسخ سے کیا تعلق۔ اگر اموات کے لفظ پر شبہ ہو تو یہ لفظ قرآن مجید مین خشک زمین پر بہی آیا ہے دیکہو فَاَحْیَیْنَا بِہٖ بَلْدَۃً مَّیْتًا اموات کے معنے بیجان کے ہین چنانچہ دوسری آیت پیدایش انسانی کو یون بیان کرتی ہو

† قیامت کا مضمون تو آیا ہے بالفعل بالکل جواب سے گریز نے قرآن مین بجروی سے کلام لیا ہے

‡ پس زندہ کیا ساتھ اسکے زمین خشک کو

الم نخلقکم من ماء مهین یعنے ہمنے تم کو ذلیل پانی (منی) سے پیدا نہین کیا پس دونو آیتون کا مطلب ایک ہے جیسا کہ مشاہدہ بھی اسکا شاہد ہے کہ انسان قبل صورت موجودہ کے بصورت منی ہوتا ہے۔

بارہوین آیت کا مطلب بھی صرف اتنا ہے کہ زمانہ سابق مین دو شخص ہاروت ماروت لوگون کو جادو سکھلاتے تھے اسکی تفصیل تفسیر ثنائی جلد اول مین دیکھو اسے بھی ناسخ سے کوئی علاقہ نہین۔

تیرہوین آیت کا مطلب وہی ہے جو چھٹی آیت کا۔

پندرہوین آیت کا مطلب صرف اتنا ہی کہ صفا مروہ دو پہاڑیان خدا کی نشانی ہین تفصیل کے لئے دیکھو **تفسیر ثنائی جلد اول** اسے بھی ناسخ سے کیا تعلق۔

چودہوین آیت البتہ قابل ذکر ہے اسلئے کہ اس آیت مین مکذب نے حسب بیان مکرڑی آریہ سماج ثالث کسی قدر جھوٹ سے بھی کام لیا ہے اصل مطلب آیت کا تو صرف اتنا ہے کہ خدا فرماتا ہے زمین کے چرند پرند بھی تمہاری طرح جماعت جماعت ہین جیسے تم ایک نوع ہو وہ بھی ایک ایک نوع ہین مگر چونکہ اتنے مطلب سے **مکذب** کا مقصود حاصل نہین ہوتا تھا اسلئے اُس نے اسکے ترجمہ مین (**تحقیق**) کا لفظ زیادہ کیا اور یون ترجمہ کر دیا کہ "امتین تہین مثل تمہاری" جس سے آریہ سماج نے جانا کہ ہمارے اُپدیشک بڑے ودوان (عالم) ہین عربی مین بھی ایسے فاضل ہین کہ اگر چاہین تو سیدھی عبارت کا اُلٹا ترجمہ کر دین جیسا کہ اُس مداری نے کیا تھا جو شاید کسی آریہ سماج کا ممبر تھا۔ کہ **اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ** لی بی آمنت کا ایک بلا تھا **وَمَلٰئِکَتِہٖ** وہ اسکی ملائی کہا گیا **وَکُتُبِہٖ** اُس نے اُسے کُتون سے پڑوایا۔ اسی طرح آریہ مکذب مثل مشہور اندھون مین کانا راجا عربی کی ڈگری لینے کو اس آیت کا

دیکھو صفحہ ۱۹ سطر ۱۶

ترجمہ کرنے بیٹھے ہین اسپر حیرانی یہ ہے کہ خود ہی ترجمہ فارسی تفسیر حسینی سے نقل کرتا ہی جسکے الفاظ یہہ ہین کہ " ایشان امتانند مثل شما در آفرینش و مردن و زندہ شدن " کیا کوئی اتنا فارسی دان بہی سماج مین نہین جو اس فارسی کو سمجہے کہ " اند " کا لفظ حال کیلیے ہے یا ماضی کے لیئے - اصل یہ ہے کہ جب آدمی کو خوف خدا نہ ہو تو پہر جو چاہے کرتا پہرے - اِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ ہم ایسے الفاظ کا لکہنا کسی طرح پسند نہ کرتے تھے مگر کیا کرین واقعات کا اظہار بجز ان الفاظ کے ہو نہین سکتا - +

ضمیمہ بحث تناسخ

متعلق روح اور مادہ

آریہ اس امر پر بڑا زور دیتے ہین کہ " نیستی سے ہستی نہین ہو سکتی " اسلیے وہ روح - مادہ - اور خدا تینونکو قدیم مانتے ہین - پنڈت دیانند نے بہی ستیارتھ پرکاش مین واضح لفظون مین ان تینون کو قدیم لکہا ہے - اور مادہ کی تشریح اجزا لا تتجزی بتلاتے ہین یعنی ایسے باریک اجزا جنکی تقسیم ہی نہ ہو سکے چنانچہ ہمارے مخاطب ڈاکٹر سنگت رام کے جواب✣ سے بہی ناظرین کو واضح ہو سکتا ہے -

✣ بحث تناسخ سے ناامید ہو کر حسب تقاضا ڈاکٹر صاحب مادہ کے متعلق ایک رقعہ مذکورہ ذیل مینے انکو لکہا تہا

ڈاکٹر صاحب ! بحث تناسخ سے مایوس ہو کر مادہ کے متعلق پوچہتا ہون کہ آپ جو اجزا لا تتجزی کو مادہ مانتے ہین انکی عدم تجزی[۵] عقلاً ہے یا حساً مہربانی کرکے اس سے اطلاع بخشین - ثناء اللہ

مولوی صاحب ! (۱) دنیا یعنے استہول پدارتھ انکی بنی ہوئی ہے - (۲) انو پرمانو دجزو غیر منقسم) کے بنے ہوئے ہین جسکے آگے ٹکڑے نہین ہو سکتے - (۳) یہ ٹکڑے یعنی پرمانو قدیم ہین انکے

۵ اسکی تشریح آتی ہے ۱۲ -

اب ہم مختصر سی غور اس امر مین کرتے ہیں کہ ایسے اجزا لاتتجزے (غیر منقسم) ہو بھی سکتے ہین یا نہین - جہان تک ہماری تحقیق ہی بلا ریب ہم کہہ سکتے ہین کہ نہین - ہمارے نزدیک اس دعوے پر کہ جزلایتجزے نہین ہو سکتا ہر قسم کے دلایل ہین جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

دلیل اول ہم ایسے جزلایتجزے کو لیکر ہم اسطرح ملاتے ہین ایک کو بیچ مین اور دو کو اُسکے اِرد گِرد رکھکر آریون سے پوچھتے ہین کہ تبلاؤ کہ درمیانی جزو دونو کو آپس مین ملنے سے مانع ہے یا نہین

تتمہ حاشیہ:

سنیوگ کا نام ترکیب ہے - مرکب کرنے والا خدا ہے - ڈاکٹر سنگت رام

ڈاکٹر صاحب! مین افسوس کرتا ہون کہ آپ ہمیشہ میرے سوال کو یون ہی ٹلا دیتے ہین - مین یہ بدگمانی تو نہین کرتا کہ آپ سمجھتے نہین ہونگے لیکن یہ ضرور ہے کہ لاپروائی کرتے ہین میرے سوال کا مطلب یہ تہا کہ جن اجزا کی تقسیم آپ کہتے ہین کہ نہین ہو سکتی یہہ عدم تقسیم اونکی بوجہ اسکے ہے کہ کوئی آلہ تقسیم کرنیکا مناسب اُنکے نہین ملتا یا بوجہ اسکے ہے کہ اون مین عقلاً تقسیم کی قابلیت ہی نہین - آپ سوچین اور انصاف سے تبلاوین کہ اس سوال کا جواب یہی ہے جو آپنے دیا اگر پہلے نہین دیا تو اب ہی دو حرف عنایت ہو۔ ثناء اللہ

اسکا جواب ڈاکٹر صاحب نے نہین دیا حالانکہ کئی دفعہ آدمی بھی بھیجے مگر ؎ جواب صاف مے زید لب لعل شکر خارا - تعجب ہے کہ کہین تو مادہ کے متعلق اس قدر زور و شور تھا جو ناظرین رسالہ کی نظر سے گذرا ہوگا کہ بدون تصفیہ مادہ کے تناسخ کے مسلہ کو بھی صاف نہین کرتے تھے اور بار بار مادہ کا عذر پیش کرتے تھے اب یہ حال ہے کہ صرف دعوی کے سوال پر بس ہو چکی سماج ہو بیٹھی ہے؟ اصل یہ ہے کہ پیران نمی پرند مریدان ہمی پرانند - امرتسر کے آریون نے جو خالی ہاتھ بیٹھے تھے ڈاکٹر صاحب کو غنیمت جان کر اس قدر بڑھایا کہ بعض کے منہ سے یہہ بھی نکل گیا کہ ڈاکٹر صاحب وید کو پنڈت دیانند سے بھی اچھا جانتے ہین جب ہی تو ڈاکٹر صاحب بیچاری سماج کو مخاطب کر کے کہتے ہین -

اس کشمکشِ دام سے کیا کام تہا مجھے ٭ اے الفتِ چمن تیرا خانہ خراب ہو

منہ

؎۱ ہمارے ہان عربی فلسفہ مین السبتسم ہی اسی جھگڑے سے ہی جسے آریہ پیش کرتے ہین اسلئے مین اپنے طلبا عربی خوانون کو نصیحت کرتا ہون کہ وہ عربی فلسفہ کو خوب سمجھکر پڑہین اور یاد رکہین کہ فلسفہ ہرگز اسلام سے

اگر کہو کہ نہین تو تداخل جواہر لازم آیا یعنی یہ کہ درمیانی جزجو جوہر ہے دونون مین ہضم ہوگیا اور یہ محال ہے اگر کہو کہ دونون کو ملنے سے مانع ہے تو ظاہر ہے کہ دونون طرف سے مانع ہونیسے اُسکی تقسیم بہی لازم آوے گی ورنہ مانع کیا معنی ؟ پس جس جزو کو غیر منقسم کہتے تھے وہ منقسم ہوگیا

دلیل ثانی۔ ایسی دو جزون کو لیکر متصل ملاکر رکہتے ہین جیسے .. اور ایک ان کے اوپر درمیان دو کے رکھ کر سوال کرتے ہین کہ اوپر کا جزو دونو طرف ملتا ہے یا ایک طرف اگر کہو کہ ایک طرف تو غلط ہے کیونکہ درمیان مین کہنے سے ایک ہی طرف ملنا صریح غلط ہے ورنہ وہ درمیان نہ ہوگا پس وہ درمیانی جزو ضرور دونو طرف ملیگا جس سے اُسکی تقسیم ثابت ہوگی۔ اسلئے کہ جو چیز ایک آن مین دو چیزون سے ملے وہ ضرور منقسم ہوگی اسمین کوئی شک نہین پس جس جز کو تمنے غیر منقسم مانا تہا وہ منقسم ہوگیا۔

دلیل سوم بطور اقلیدس۔ تحریر اقلیدس کی حماری شکل کا دعوی ہو کہ ہر مثلث کے دو ضلعے تیسرے سے بڑے ہونگے مثلاً مثلث  ا ب ج مین سے کوئی دو ضلعے لیلو وہ تیسرے سے بڑے ہونگے اور عروسی شکل کا دعوی ہے کہ مثلث قایم الزاویہ کے ضلع مقابل زاویہ قایمہ پر جو مربع بنے گا وہ دوسرے دونو کے مجموعے کے برابر ہوگا مثلاً مثلث  ا ب ج کے ضلع ا ج پر جو مربع

ستر زلزل کرنیوالا نہین بلکہ اسلام کی ڈہال ہے بشرطیکہ سمجھکر پڑہو۔ اس موقعہ پر مجھے امام شوکانی کا قول یاد آیا ہے جو ادب الطلب مین مذکور ہے کہ "فلسفہ پڑہنے سے جو لوگ تمھو منع کرین اُنکی بات سے کان مین روئی رکھ لے اور پڑہتا جا پڑہکر اسکی صحت وسقم سے خود ہی واقف ہوجائیگا" میری ذاتی رائے ہے کہ آجکل بدون فلسفہ دانی کے علماء اسلام غیر قومون کے ہادی نہین ہوسکتے اسلئے مین اپنے عربی خوان طلباء کو نصیحت کرتا ہون کہ دینیات کی تکمیل کے ساتھہ فلسفہ مین بہی کمالیت پیدا کرو اور ضرور کرو انگریزی فلسفہ والون سے ڈرو نہین تمہاری عربی مین بہی بہت کچھہ ذخیرہ ہے اگر سمجھکر پڑھوگے۔ منہ ✝

بنے گا وہ دونو دوسروں کے مجموعہ کے برابر ہوگا۔

اب ہم اسی اصول اقلیدسی کی بموجب تین اجزاء لایتجزیٰ سے ایک مثلث قائم الزاویہ بنانیکو تین جزو اس طرح ۔۔۔ رکھکر پوچھتے ہین کہ اسکے مقابل کا ضلع کتنے اجزا کا ہوگا دو تین چار کا یا پانچ چھ سات کا۔ ان مین سے کوئی صورت بھی ممکن نہین ہوگی تو اسلئے کہ موجودہ ضلعے بھی دو دو کے ہی ہین اگر وہ بھی دو کا ہوگا تو اُسکا اور انکا مربع مساوی ہوجائینگے تو شکل عروسی کی خلاف ہوگا زیادہ کا اسلئے نہین ہوسکتا کہ دونو ضلعون سے ایک بڑہ جائیگا یا برابر ہوجائیگا جو شکل حماری کے خلاف ہے اسلئے کہ دونو ضلعونکا مجموعہ صورت مفروضہ مین تین اجزا ہین پس اگر وہ ضلع تین یا تین سے زاید کا ہو تو بجائے کم ہونیکے جو شکل حماری کا حکم تہا برابر یا بڑہ گیا پس ضرور ماننا پڑیگا کہ تیسرا ضلع مثلث مذکور کا دو اور تین کی بیچ ہے جس سے جزو غیر منقسم منقسم ہوجائیگا اگر کہو کہ مثلث کے کونہ کا جزو دو طرف نسبت رکہنے سے دو کا حکم رکہتا ہے تو مجموعہ دو ضلعونکا چار اجزا ہوگئے تین نرہے تو گویا تم نے اس کونے کی جزو کو خود ہی منقسم مان لیا بہت خوب یہی ہمارا مطلب تہا جو آسانی سے ثابت ہوگیا۔ اور واضح لفظون مین سمجھانے کیلئے ہم ہر ایک ضلع دس دس اجزا کا مانتے ہین یعنے دو ضلع مثلث کے اس طرح .... فرض کرتے ہین اسمین شک نہین کہ ضلع اد ب پر مربع بحساب ۱۰×۱۰ سو سو اجزا کا ہوگا۔ پس بحکم شکل عروسی زاویہ قائمہ کی مقابل ضلع کا مربع دو سو اجزا کا ہونا چاہیے لیکن چونکہ دو سو کا جذر صحیح نہین ہوسکتا اسلئے اس مربع کی ہر ضلع کی اجزا پورے پورے نہین ہونگے بلکہ کسر پڑیگی جس سے اجزا کی تقسیم لازم آویگی

کیون جی آریو! اسلام کو فلسفہ سے مخالف بتلانیوالو! بتلاؤ تو کونسا مذہب سائنس اور اقلیدس کے خلاف ہے آؤ خدا سے ڈرو ہمین چونکہ تمسے بہت کچھ امید ہے کہ آخر کار تم اسلام ہی کے پیرو بنے رہوگے ہو آخر تمہین بجز اسلام کے کوئی راہ نہین ملنی کی اسلئے تمہاری طرح سخت الفاظ کا استعمال کرنا ہم پسند نہین کرتے اور نہ ہی ہماری عادت ہے ۵

مجھ مین اک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہون مین ۔ اُنمین دو وصف ہین بدخو بھی ہین خود کام بھی ہین ۔

بعض عقل کے پتلے کہا کرتے ہیں کہ مصری کو اگر ہم باریک باریک کوٹین تو آخیر مین ضرور ایسے

اجزا رہ جاینگے جنکی تقسیم نہ ہوگی۔ مگر اُن عقل کے پتلون وباعلم کے دشمنون) کو یہہ سمجھہ نہین آتا کہ اُنکی تقسیم تو اسلیئے نہین ہوگی کہ اُنکے کاٹنے کو لایق ہمارے پاس باریک آلہ نہین نہ یہ کہ اُن مین ذاتی قابلیت ہی تقسیم کی نہین بہلا اگر ذاتی قابلیت ہی اُن مین نہین تو اُن کے مجموعہ مین کیسی قابلیت آگئی۔ کیا یہان وہ اصول بہول گیا کہ " جو طاقت متفرق اجزا مین (نہ ہو وہ مرکب مین پیدا نہین ہوسکتی " جسے آپکے اُپدیشک (واعظ) لالہ کرپارام نے ایشور وچار مین بڑے زور سے پیش کیا ہے یا یہ اصول کہ " جو جہان ہو وہی نکلتا ہے " جسپر آپکے مکذب کی تکذیب پر مبنی ہے بہی یاد نہین رہا؟ پس اگر ہر ہر جزو مصری کا غیر منقسم ہے تو مجموعہ مین انقسام کی قابلیت کہان سے آگئی۔؟

اگر کہو کہ ہماری مراد جزو لایتجزٰی سے وہ جزو ہے جو عقلاً تو تقسیم ہوسکتا ہو لیکن حساً نہین یعنی ظاہر اً بوجہ باریک ہونیکے یا سخت ہونیکے اُسکی تقسیم ہم نہین کر سکتے تو اسکا جواب بھی یہی ہے کہ گو ظاہر مین ہم بوجہ باریک ہونیکے یا سخت ہونے کے اُسکی تقسیم نکر سکین لیکن عقل تو اسکی تقسیم کو جایز کہتی ہی پس جسکی تقسیم عقلاً جایز ہو وہ مرکب ہے جو اپنی ترکیب مین علیحدگی اجزا سے خبر دیتا ہے جسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ بھی قدیم نہ ہو۔ جسکی تقریر مفصل پہلے بحث تناسخ مین گذر چکی۔

اخیر مین مجھے لالہ کرپارام کا پیارا کلام بہی یاد آگیا جو ایشور وچار کے پہلے ہی صفحہ مین لکھا ہے کہ " جو چیز حالت بدلتی ہو وہ پیدا شدہ اور ناش والی ہے " بتلاؤ کہ مادہ اپنی حالت نہین بدلتا۔ تو پس لالہ صاحب سے اسکا فیصلہ کراؤ کہ وہ پیدا شدہ ہے یا نہین۔ ہم بھی لالہ صاحب سے درخواست کرتے ہین کہ وہ اس مقدمہ کو سوچ کر فیصلہ کرین ورنہ جس مطلب (ثبوت خالق) کے لئے دہریون کے مقابل آپنے اس سونے سے لکھے

والے قول کو پیش کیا ہے اُن کو بھی بہت سی کچھہ گنجایش نکل آے گی۔ بلکہ اسی قول سے اگر غور کرین تو روح بھی پیدا شدہ اور حادث (نوین) ثابت ہوتی ہے اسلیئے کہ اُسکی حالت بھی متغیر ہے کہین عالم ہے کہین جاہل کہین حافظ ہے کہین غیر حافظ وغیر ذلک

جسکی تفصیل پھر کبھی ہوگی

وَاللّٰہُ اَعلَمُ

وعلمہٗ اتم

ابو الوفا ثناء اللہ

خاص آریون کو مژدہ

الہامی کتاب عنقریب نکلنے والی ہے۔

جس سے تمام مباحث متعلقہ قرآن اور وید کا خاتمہ ہو جائیگا
کہ وید کی روشنی کہانتک ہے اور قرآن شریف اپنے
دعوی مین کہان تک ثبوت رکھتا ہے مباحثہ ختم ہوتے
ہی رسالہ آپ لوگون کی نذر ہوگا۔

(منشی) حبیب اللہ